

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232831

UNIVERSAL
LIBRARY

بزرگ مدظل و بارگاه اقدس و عالی

۲۰
۱۶۱

بسم الله الرحمن الرحيم

که درین کتاب کتب و عقاید و سنت و عبادت و اخلاق و فاضلانی در این

در این کتاب

بر این کتاب

صفت عالیجناب حکیم خداوند متعالی در این کتاب

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر و سپاس اس معبود بحق کو لائق ہو کہ جس نے انسان کو خاک سے پیدا کیا اور نور ایمان اور زیورِ عرفان سے منور فرمایا کہ سائر مخلوقات پر شرف و یا بظرا احسان اور سکاہت کہ ہماری ہدایت کے لیے حسرت افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور قرآن مجید کو ان کی تائید کے واسطے اترے معجزات روشن کے نازل فرمایا و ردنا خود ایسے نبی رحیم پر پڑھنا چاہیے کہ امت گناہگار کی شفاعت روز قیامت میں نہایت ضروریات سے سمجھا اور بہت محبت سے امت پر ہیزگار کو اپنی غاندانی قربت دار بتایا اور ان کے ازواج مطہرات و اولاد اطہرات پر جو امت کے لیے مانند کشتی حضرت نوح علیہ السلام کے لیے اور ان کے اصحاب خیار پر جو مثل سنارہ کے اوپر آسمان نہمانی کے چمکے ہے بلکہ اسکے کتنا ہی بندہ گناہگار ہے گناہوں سے شمر سارہ نخل لکڑیم بردوانی کہ خاک سائے میں اقامت بدار ارباب کلکتہ ایک سالہ زبان فارسی موسوم بہ شہاب ثاقب اثبات میں خلافت حضرت محمد ابراہیم علیہ السلام کے سودہ کیا تھا اور وہ بذمہ بعض غریز اپنی جہت صاف کر کے لکھا تھا اتفاقاً بکوشش کمپانی و نہ بلازمت کثیر الافادت امیر کربہ رئیس باتوقیر جناب جہ سید عطاء حسین صاحب بہادر دام اقبال و زادا مدد شہتمہ کہ خلف الصدق جناب جہ سید عنایت حسین مرحوم ابو جناب

ابراہیم سید دیدار حسین معفور ابن جناب سید فخر الدین حسین مہرور ابن جناب ابراہیم سید غلام حسن
 بورا اللہ مرقدہ ابن جناب ابراہیم سید صلیل محمد برد اللہ مضجعہ ابن جناب ابراہیم سید محمد سعید موسوی
 تریذی قدس اللہ انوارہ کہ رئیس نامی و امیر گرامی تحصیل کھگرہ منہضات شمع پورنیہ کے ہیں
 بعدہ درس گوئی شرف باریا پائیس از ایک سال جب قصد وطن کیا اور دوستان ساکنان کلکتہ
 کی ملاقات کر کے اس وقت ہم بد بعضے تلمیذ پر تیر کے چھاپا ہوا پایا اگرچہ بنظر ثانی قابل محو و اثبات کے
 تھا لیکن
 کامل صحیح نہونیکے کچھ خاطر خواہ فقیر کا نہوا معذہ چند نسخے ہر اولاً
 اور یارا کو تحفہ دیے رفتہ رفتہ گوش مبارک میں والی مدوح کے بھی پہنچا
 تب لے عالی نے یہ اقتضائی کہ بجاوردہ ارد و ترجمہ کیجیے تاکہ نفع عام ہوے اور جو اصلاح منظور
 ہوے اوسین نتیجے تا آپکا بھی کام دلخواہ انجام پاوے لہذا التللاً لامر شروع کرتا ہوں مخفی نہ
 شائبہ فب فرع صواق محرقہ شیخ ابن حجر کی ہر کتاب ابراہیم ترجمے کو اوسکے رجمہ و افضل و
 نوبت ہر اور چونکہ یہ رسالہ عقائد کے ایک باب بحث امارت میں صرف ہی ہوا
 نہ اور چند مضمون اور ضامہ کے لکھا گیا اور عبارت کتاب منقول عنہ ترک
 شد مگر وقت نہ وہ ہم رسالہ بھی طول نہو کہ موجب ملال خاطر ہو مگر خواص وہ
 بن باللہ التوفیق و بہ ستعین مقدمہ جاننا چاہیے کہ آدمی تابع نقل
 یا نہ ہوتا ہو غالی اپنے باپ یا بیرو سے بزرگوں کے منہ موافق کام کرتا ہو پھر بالغ
 ہزاروں کے پلے کو نقل کے پلے سے تولتا ہو اگر بارہو سے آدمی کے پاتا ہو تو عمل
 عقل اوسکی دوسرے کے مخالف ہو ممکن نہیں کہ ساری خلاف گوئی ہو
 بلکہ خداے تعالیٰ سے مانگے کہ تمیز در میان حق و باطل کے وہ اپنی عنایت
 بہ نجات ہی سوائے اسکے باعث خطرہ ہو تفصیل اسکی یوں ہے ہر چند کتابین
 علم کا ہم و عقاید علی و فارسی میں جیسے شرح مواقف اور شرح مقاصد اور شرح عقائد اور
 شرح فقہ اکبر اور ازایہ الخفا اور تحفۃ اثناعشر یہ اور منتهی الکلام اور کلیل الایمان وغیرہ تصنیف

و تالیف ہو چکین ہیں مگر ہم آدمی میں بعضے بسبب نجانے علم عربی کے اور بعضے بوجہ عبارت طویل کیلئے
فارسی کے اوس سے بے بہرہ رہتے ہیں کسی کو دہریہ کا مذہب اچھا معلوم ہوتا ہو کوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام
دین پسند کرتا ہو کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور بعضے کسان کتاب میں تواریخ کج بھرت عبارت سلیس و خوش
سانس رکھتے ہیں اور درمیان اصحاب حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم جنگ و لڑائی دیکھ کے خواہ راہ
رفض یا خروج کا پکڑتے ہیں یا کوئی ازراہ جبلی یا بقول حکماء برہم طریق جبر یا قدر کو اختیار کرتے ہیں
مجملہ اس باب میں جو توفیق ایزدی نے فتح باب کی ہو سو لکھتا ہوں اول شرط یہ ہو کہ ایمان میں کسی کی
تقلید نہ کرے مثلاً یون نہ کہے کہ میں مومن ہوں اس واسطے ہوں کہ میرے بزرگ مومن تھے یا فلان شخص
مومن ہو اسلئے میں بھی مومن ہوں بلکہ کہنا چاہیے کہ میں مومن برحق ہوں اور اپنے علم اور
یقین سے جانتا ہوں کہ خدا کے تعالیٰ کی کتاب اور پرستش کے لائق اگر خدا ایک نہ ہوتا تو دنیا ہرگز قائم
نہ رہتی کیونکہ ایک ملک میں دو بادشاہ جب انتظام اپنے اپنے رکھ نہیں سکتے پس کس طرح دو خدا
زمین و آسمان کو برپا رکھتے مثلاً ایک حاکم چاہتا کہ ابھی پانی برسے اور دوسرے کہ یہ منظور نہ ہو گیا
سارا کارخانہ بگڑ جاتا جب اس قدر معلوم ہوا تو یہ بھی دریافت کرنا پڑا یہ کہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
تھا اور معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ کرنا مرے کا اور معجزہ اوپر ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن مجید
و فرقان حمید ہی یعنی خداوند تعالیٰ شانہ نے اپنے حبیب جنھوں نے کسی دنیا میں سبق تک نہ پڑھا تا مل
فرمایا اور اوسکے معنی او کی زبان مبارک سے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کر دیا
کہ اوس زمانے کے سائے علم والے عاجز رہے اگر قرآن آسمانی کتاب نہ ہو تو اور اوس میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ تغیر و تبدل کرنی پہونچتی تو ہرگز جن آیتوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ تنبیہ ہو اسکو
مٹا دیتے کیونکہ بعید از عقل ہو کہ آدمی اگر خود کو ان کتاب بلکہ یا کسی بادشاہت اوسلو سند
پروانہ ملے اوس میں کسی طرح کی برائی مندرج کرے یا حسب طاقت اگر وہ ہند سے برائی مٹا
تو مٹا دیوے جب یہ بات نہیں ہوئی تو بیشک قرآن مان بڑے حاکم عالیشان کا ہو مانتا چاہیے اور
اوسکو سچ جانتا جب ایمان نجد او قرآن ثابت ہو گیا اب قرآن جو فرمانِ خدا ہو اسے آنحضرت

مسلّم کی ختم نبوت پر دلیل مضبوط ٹھہری قرآن مجید میں اللہ جل شانہ نے یوں فرمایا ہے سورہ فتح کے اخیر میں
 کہ محمد رسول اللہ کا اور جو لوگ کہ ان کے ساتھ میں کافرون پر بڑے سخت ہیں اور مومنوں پر رحم کرنے
 والے تم پاؤ گے انکو رکوع اور سجدہ کرنے والے اور چاہنے والے مرضی اور خوشی خداوند تعالیٰ کی اور دیکھو
 انکی پیشانی میں نور نشانی سجدے کی انکی صفت ہو تو ریت میں یعنی جو صفتیں نہ کر رہیں یہ
 توراۃ میں ہیں اور انکی صفت انجیل میں جیسا کہ صفت ہے سو پھلے اوگے پر اپنی پھلی پر قائم ہوئے
 پھر مٹا ہو کر ٹھہرے اپنی جڑ خوش معلوم ہوا کہ کھیت کو تاکہ غصے میں لاوے اللہ تعالیٰ انکے
 سبب کفار کو مذمت لے لے وعدہ کیا ہے واسطے انکے آفرین مغفرت اور بڑی مزدوری کا
 (قائد دین اسلام بہ سید ایمان حضرت ابوبکر صدیق بطور کھیت اوکا پھر حضرت عمر فاروق سے اپنی
 پھلی پر قائم ہوا اور حضرت عثمان و حضرت علی سے ملایا ہو کر ٹھہرا خوش معلوم ہوتا ہے صاحب
 کھیت کو یعنی خدا سے جل شانہ اور رسول صائم کو دین اب تشبیہ عقلی دیتا ہوں کہ دین اسلام ایک
 نزار دیا جائے اور جیسے حواس خمسہ یعنی سمع و بصر و ذوق و شہ و لمس ہے اصحاب کبار کو
 دے اگرچہ بظاہر نہ کر تو تفضیل ہے و لیکن سمع کی فضیلت کو تحقق لوگ مان گئے ہیں کیونکہ
 ہر اوسکو بذریعہ کان کے تعلیم ہو سکتی ہے مگر یہ کہ کوہ گز زمین ایسے ہی سبب اس میں سیکو
 لہ تہہ سا چاہیے یعنی سنتا اور دیکھنا اور چکنا اور سونگھنا منحصر حضرت خلفاء اربعہ رضوان اللہ
 علیہم اجمعین ہیں سائر اصحاب رضی اللہ عنہم کے مقتدر کھانا چاہیے لیکن ازواج مطہرات
 و اہل بیت اگر کسی شخص کے حواس ظاہری یا باطنی میں کچھ خلل ہے
 ہر سیسا ہی اگر اصحاب کبار میں سے کسی کو مانے اور کسی کو نہیں یا از
 بہت طاہرات بعض کو مانے اور بعض کو نہیں تو وہ کامل ایمان نہوگا اب مسئلہ
 جبر و قدر سنتا چاہیے کہ دنیا ایک خدا کا بانجہ چیز میں طرح طرح کے میوہ اور دشت لگائے ہیں اور
 نوع ہنوع پھول کی کیاریاں جمائی ہیں اور اپنی کرنی سے انسان کو حکم تصرف عطا فرمایا مگر سبب
 اسی امر باریک کے بعض چیز سے منع کیا جیسے گل سوری کو نہ توڑے یا خوشہ انگو سیاد کو نہ چنے

اب اگر انسان منع نہ مانے اور وہ کام کرے تو مستحق عذاب ہو گا اور اگر حکم الہی سے ڈر کر باز رہے تو اب
پایگا اس صورت میں انسان بے ادبی کر کے کہ نہیں سکتا ہو کہ میں نے پھول توڑا اور انگور نہ اڑھایا کیونکہ
میرے ہاتھ و پیر میں طاقت نہ تھی تو مجھے قوت رفتار دی ہو یہ اس کی کمال جہالت کی بات ہو یہ خود
پاؤں اور بالک کو اپنے کام کی نسبت بڑے اس مقام میں بعضے خوش فہم اعتراض کرتے ہیں کہ اگر خداوند
کو منظور نہ تھا تو کابینہ کو پیدا کیا جواب وسکایہ ہو جبکہ وہی بیمار ہوتا ہو تو طبیعت اس کی وہ چیز چاہتی تھی
کہ جس سے اس کو ضرر ہوئے اور طبیعت اس کو کڑوی دوا دیتا ہو جبکہ وہی اپنے بچنس کی حکمت سے
آگاہ نہیں تو حضرت حکیم علی الاطلاق کی حکمت کو کیا جانتا چاہتا ہو حضرت امام ابوحنیفہؒ کو فی حق سے
کام میں رہتا ہو چونکہ مسائل ایک بلند ہی سے سوال کرتا تھا امام صاحبؒ فرمایا جائے دینے والے کو
بلند مقام پر ہونا چاہیے مسائل اوڑھ آیا امام صاحبؒ نے بلندی پر جا کے فرمایا کیا پوچھتا ہو مسائل نے
کہا آگے خدا کے کون چیز تھی امام صاحبؒ نے جواب دیا فن حساب میں قبل ایک کے کوئی عدد صحیح نہ
کہا نہیں امام صاحبؒ نے کہا یہ مجاز میں نہیں حقیقت میں کس طرح ہاؤ گے خدا کے نور کا موہ نہ
کس طرف ہو جواب یا آفتاب ہستیا نور کا موہ نہ کس طرف ہو تا ہو خداے تعالیٰ رات دن کاشف
رہتا ہو فرمایا تم ایسے دہریہ کو مقام بلند سے اُتارتا ہو اور مجھے موحد کو چھٹاتا ہو قعدہ کو تاء اگر
کوئی نظرتے غور کرتے تو اس کو ہزاروں دلیل حاصل ہو جائیں وگرنہ ابوہل کو معجزہ نبوت کا کاگر
نہو ادھر سے کیا بھروسہ اس واسطے کہتے ہیں کہ ابوہل کعبہ سے کافر تھے حضرت ابراہیمؑ
بت خانہ سے سوئے تھا اسلام سے اس نے مانے تک ہزاروں آدمی مشرف بر ایمان و فرمان ہو
اور بہتے کافر اور کٹر کش رہ گئے وقت بحث و فکر اساتھ علمائے حق کے ہٹ دھرمی احبار
کی حکمت سے یوں نہ چل سبب کا علاج قبول کرنے کے قابل ہیں لیکن جہل مرکب کی دو نہیں تھیں
اسخفت سلمہ کے پاس ایک رہائی آیا اور علم توحید پوچھا اپنے فرمایا تو جان نجان خدا دیکھتا ہو
سچا ہو نہ جھوٹا ہو کہ اگر خدا اور مجھے کچھ درکار نہیں ہو ایسا ہی کسی نے جبر و قدر پوچھا اپنے فرمایا

جو درہم بھر نیکی کر گیا اور سکو پاویگا اور جو درہم بھر بدی کر گیا اور سکو کچھ نیکی کا و تنہا خوشی سے مست ہو گیا

آغاز مرقہ صد

جب تمہید سے مقدمہ کے فراغت ہوئی اب معلوم کرنا چاہیے کہ بعد انتقال حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کے باب میں درافض و خواجہ خوب بحث کرتے ہیں دروافض کہتے ہیں ایمان برحق وصی مطلق حضرت علی کریم المدوہمہ اور روئے کیا رہا اولاد تا حضرت امام زمان قائم و جنت مہدی رضی اللہ عنہ کہ بارہوتے ہیں انھیں حق خلافت تھا تا مامی صحابہ بعد وفات آنحضرت صلعم دین سے پھر گئے اور حق تلفی کی مگر چند آدمی لاپنے دین ایمان پر قائم تھے یعنی سلمان فارسی و مقداد و اباباذ غفاری وغیرہ رضی اللہ عنہم اور طویل لاتے ہیں کہ آنحضرت صلعم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضع غدیر خم میں سامنے ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی صحابہ کے خلافت بخش تھی اور حسب وقت آنحضرت م بتوک کی لڑائی میں تشریف لے جاتے تھے حضرت علی کریم المدوہمہ کو فرمایا تھا تو خلیفہ ہو میرا حضرت ہارون عم حضرت موسیٰ عم کے خلیفہ تھے اور آنحضرت صلعم نے مرض موت میں کاغذ وصیت نامہ لکھا میں مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مانع آئے کہ آنحضرت صلعم نے شدت

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں ارث حضرت سیدۃ النساء حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو جو گدار نے شہادت کے دعویٰ نام منظور کیا اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے حضرت بولام کلثوم رضی اللہ عنہا کو زبردستی غصب کیا ہے کہ آنحضرت نے اپنی خلافت میں قرآن شریف میں جتنی آیات حضرت علی کریم المدوہمہ کے حق میں تھیں ان کی وصف میں تھیں مہاجرین انصاریوں کے نام ہیں اور ان کے حق میں جب تمام بدلتا دشوار طہر قرآن کو جلادیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بی بی عاتشہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کو آنحضرت صلعم کے روضہ مبارک میں دفن کرانیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کو روضہ مبارک میں دفن کرانیں اس طرح

ظلم و تعدی کرتے تھے اور اہل حق کو حق پانے سے محروم کیا تو اہل حق حضرات غلطی غلطی یعنی ابو بکر و عمر
 و عثمان رضوان اللہ علیہ اجمعین کی خلافت مانند سنت و جماعت قبول کرتے ہیں جب حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لڑائی کرنے میں پایا اپنے کو مطاعت خلیفہ
 الہی کر لیا بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بے کھنہ لگے اور ان کے پیروان جو شیعہ کہلاتے ہیں ان کو
 کافر جانتے اور لوٹنا مال کا اور غلام و لونڈی کرنے انکی زمین و فراخ زمین کو سبب ثواب سمجھتے اور ہمیشہ حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ اور انکی اولاد کے دشمن ہیں الغرض یہ ہے کہ اہل حق و اہل باطل و ازواج و مطہرات
 رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالی دیوں تو اہل حق حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور انکی زوجہ طاہرہ و اولاد
 پاک کو برائی سے یاد کرتے ہیں اگر کوئی انکا وصف کرے تو ناخوش ہوتے ہیں چنانچہ امام نسائی
 محدث سنت و جماعت کے ہاتھ سے نو شبام کے باعث نہایت قہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
 شہید ہوئے اور کہانتک حسد کو انکی بیان کرین فرقہ سنت و جماعت جو سیدھی راہ پر چلتے
 ہیں اور افراط و تفریط سے بچتے وہی کہتے ہیں خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں
 نہ کسی کو عطا فرمائی اور نہ بعد موت کسی کے واسطے وصیت کی اگرچہ اہل حق خلافت پانے والے ہیں
 خیر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت لوٹنے کے بعد سے بسوئے مدینہ منورہ کی خطبہ پڑھا تھا اہل حق
 میں کہتے مولانا فعلی مولانا یعنی جس کا میں دوست ہوں علی اس کا دو
 خوش فہمی ہو کیونکہ اگر بیان لفظ مولانا بمعنی آقا و منیب کے لیا جائے تو الفا
 مخالفت پڑے بین اللہ و ال من و الہ و عاد من عادا یعنی بار
 دوست جانے علی کو اور تو دشمن جان جو دشمن پانے علی کو اگر مانا جائے کہ
 علی اس کا سردار ہو اس سے خلافت بعد موت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہو
 صلعم نہایت صاف بیان کرنے والے تھے بلکہ اپنے آدمی کی سلجھت و پوچھا
 و ر خود ایسا کیوں فرماتے صاف یوں کہنا تھا ایہا الناس اعلیٰ ان
 علیکم من بعدی یعنی امی لوگو جانو تم کہ ہر آئینہ علی میرے پیچھے تھا اسرار ہو گا خیر اگر غیبت

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

کتاب

خلافت عنایت ہو گئی تھی کچھ مرض موت میں کاغذ طلب مانا اور کہنا کہ تمھارے واسطے کچھ کھون
تا کہ میرے بعد گمراہ نہ ہو یہ کیسی بات ہو مثلاً ایک شخص حالت صحت میں کوئی چیز سہہ کرے اور قبض
نہ کر اوسے پھر اوسی چیز کو اپنے مرض موت میں غنیمت نہ کرے اور وصیت کرے تو یہ وصیت ہر سال بن کر
رو کر وگی اور مانند تاحی تصرفات کے تنہا فی حصہ سے جاری یا وگی اس سے تو روافضی کا مطلب فوت
ہو اور جو کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات سب پر غالب تھی یہ سراسر جھوٹ ہے آنحضرت
صلعم کے سامنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کوئی کم رتبہ نہ تھے علی الخصوص جبے عبد اللہ
ابن مکتوم نامیہا کے باعث آپ پر عتاب ہوا اور سورہ عبس نازل ہوئی تب سے آپ ثوی سے
ضعیف کی خاطر زیادہ فرمایا کرتے اور حسب وقت تنوک کی لڑائی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مکان پر
چھوڑ گئے تھے یہی عبد اللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی کی امامت کا حکم دے گئے اور
وہ خلافت پوری نہ تھی کیونکہ اہل عیال کی محافظت کرنی محض منظور تھی قصہ مختصر مورخہ شریف کو
دیکھنا چاہیے چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نہایت زیادہ تھے اور بے روک آدمی کو کہہ دیجئے اس واسطے
آنحضرت صلعم کو خلافت سے انکی الفت دلائی منظور تھی چنانچہ پس از تمام خطبہ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑ کے بلایا اور کہا بھئی لا انت مولیٰ کل یعنی خوشخبری ہو
تھو کہ سب کے تم دوست ہو والا جاسے بیعت کر نیکی تھی ایسا ہی جب تنوک کی لڑائی میں آنحضرت
صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے محافظت خاندان پر چھوڑ جانے کا ارادہ فرمایا حضرت ابوبکر
بمقتضائے سن جوانی خانہ نشینی پسند نہ کی رنگ چہرے کا متغیر بھنور آنحضرت صلعم آئے اور کہا
آپ مجھ کو مکان پر چھوڑ جائیگا آنحضرت صلعم نے اوقتہ او کی اندھی فرمائی انت منی بجا نزلۃ
ہارون من موسیٰ لکن لا بنی بعدی یعنی تم میرے خلیفہ ہو مانند حضرت ہارون عم حضرت
موسیٰ کے لیکن میرے بعد کوئی بنی نہیں جب حضرت موسیٰ عم کو یہ ملو پر گئے حضرت ہارون عم کو
خلیفہ رکھ گئے تھے پھر جب لوٹے وہ خلافت باقی نہ رہی اس مقام میں کوئی کہے کہ آنحضرت صلعم کو
کچھ کھنا منظور ہوتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیوں خلاف حکم کیا میں کہتا ہوں اسکا

اسکو خلافت حکم نہیں کہتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ آپ کو تکلیف ہوگی اور قرآن کو نازل ہوئے تینیس برس ہو چکے ہیں جس پر یہ تک خوف گمراہی ہو بھی ایک پرزہ کا غرہ ہدایت نامہ لکھا جائیگا یہ است پر صرف مہربانی سے یاد ہو اور اسکو خلافت حکم کہا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تنہا نہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کیوں کا غرہ پیش کیا بھین حیات آنحضرت صلعم او کو کیا خوف حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں باغ فکر تھیں نہیں لیا بلکہ انجوائے حدیث سخن معاشرا لاندیاء لائرت ولا نوات ما ترکنا صدقہ یعنی ہم گروہ انبیاء میں اپنی پدری وراثت لیتے ہیں یا ورنہ ورثہ کو وراثت دلائے جاتے ہیں جو ترک ہو سو صدقہ ہے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو وراثت نہ دلایا تھا اور یہ حدیث بحق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئیے تو بیٹ سے بخارہ اور شہادت قبول نہ کرتی باعث عدم نصاب شہادت کے تھی اسلئے عام میں انھیں کہتے ہیں کہ باغ نہ ندینے سے حضرت زہرا کو رنج ہوا اور موجب بلال و کاسبہ بال ہو کیونکہ آنحضرت صلعم کی جگر گوشہ تھیں میں کہتا ہوں یہ تو جگر گوشہ مجازی ہو جگر کا فروں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دامن پاک میں تھمت زنا لگائی اور آنحضرت صلعم اس امر کی صفائی میں ایک مجلس منعقد کی جس میں مہاجرین و انصار موجود تھے اور ہر شخص اپنے اپنے طور پر صفائی بیان کرتے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ ایک عورت کے واسطے اجماع کرنا کیا ضرورت ہو طلاق بیچے اور دوسرے نکاح کر لیجیے سبحان اللہ امر حق سے تو جگر مجازی جلع اور ایسی ہی سے دل حقیقی بریان نہوے کہ ذات بابرکات حضرت نبی کریم صلعم نہایت حریص عورت کی تھی اور جب حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے بوجہ بل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تب درمیان ہر دوزن و شوے کے کچھ بد مزگی و پیش آئی اپنے خفا ہو کر مسجد نبوی صلعم میں جا کر خواب فرمایا آنحضرت صلعم یہ ہر بد مزہ دریافت کر کے مسجد تشریف لے گئے اور مخاطب ابو زباب پکائے اور مکان میں لائے بعد اوسکے خطبہ میں کہ ان فاحشہ بھغہ منی فمن اذا ہا فقد اذانی ومن اذا بی فقد اذ اللہ یعنی ہوش بھوکہ فاطمہ میری تحت جگر ہو جس نے او کو اذیت دی مجھے اذیت دی جس نے مجھے اذیت دی خدا کو اذیت دی پڑھا

جسپر حضرت امیر رضی اللہ عنہ متنبہ ہو کر اس قصد سے باز آئے اور جس شب کو آنحضرت صلعم نے
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو واسطے اسے نماز مسجد فرمایا کیا جواب یا کہ انی لا نستطیع الا
 ما کتب اللہ لنا یعنی میں نہیں سکو گا مگر جو نماز فرض خدا کی ہو آنحضرت صلعم یہ کہتے ہوئے مکان
 باہر تشریف لائے وہاں اَوَلَا نَسْأَلُ اَکْثَرَ نَاسٍ جَنَکَ لَا ہر آئندہ می ہر چیز کو جھگڑتا ہوا رہنے
 نفع و ضرر سے آگاہ نہیں اگر پاکدامنی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آیت قرآنی نازل ہوئی
 تو روافض نہایت خوش ہوئے اور کہتے کہ موافق اسے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے طلاق دی
 گئی تمثیلاً توافق اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بیان بیان کرنا بطور جواب متغضہ کے یہی جب جنگ
 بدر میں اکثر اہل قریش اسیر ہو کر آئے آنحضرت صلعم نے قیدیوں کے لیے مشورہ کیا اسے حضرت
 ابو بکر رضی اللہ عنہ اسپر ٹھہری کہ اسے فدیہ لے کے چھڑا جائے اور اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 کی اسپر قراری پائی کہ تیرے دل اپنے قریب تار کو نگاہ پائے یا قتل کرے چنانچہ آنحضرت صلعم نے
 چچا عباس رضی اللہ عنہ کو اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کو ایسا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 اپنے بھائی کو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے بھائی عقیل رضی اللہ عنہ کو اسی صل آنحضرت صلعم نے
 اسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پسند فرمائی اور کہا تو مثل حضرت ابراہیم عم کے ہو کہ خدا سے
 اپنی امت کی بے حضرت پا ہی امی عمر تو مانند حضرت نوح عم کے ہو کہ دنیا میں طوفان برپا کر دیا اور گار
 سب فدیہ لیکر چھوڑا اور مہاجرین اور انصار سے وعدہ کیا کہ احد کی لڑائی میں اسبقہ آدمی
 تم میں سے درجہ شہادت پاوینگے آیت تنبیہ نزل ہوئی مَا کَانَ لِیَبِیَّ اَنْ یَّکُونَ لَکُمْ اَکْثَرُ
 حَیْیَیْنِ فِی الْاَرْضِ اَلَا یَہِیْیْ نَبِیْنِ جَانِزِیْنِیْ کَوْفِیْہِ لَیْسَ لَکُمْ اَفْکَارُ سے آنحضرت صلعم اور سب
 صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وٹا اور فرمایا اگر عذاب الہی نازل ہوتا تو سوائے عمر کے کوئی
 نہ بچتا اور اسی تاریخ کہا ینطق الطبق علی لسان عمر یعنی خداوند تعالیٰ حضرت عمر کے بولنے
 بولتا ہی یہاں کوئی ایسا نہ سمجھے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معاند
 باغ فدک جھوٹا سمجھا استغفر اللہ وہ قضیہ مثل اس قضیہ کے ہو کہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی

نے اپنی خلافت میں شریح کو قاضی کا عہدہ دیا تھا اور آپ کے ساتھ ایک یہودی کا معاملہ پیش ہوا اس لئے قاضی کے آپ نے کہا میں نے یہ جیبہ کر رکھا تھا اور پیر و شاہ بہن ایک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و سر قنبر میرا غلام آزاد کیا ہوا اور یہودی نے کہا یہ جیبہ میرا ہی قاضی شریح نے بیٹے کی گاہی باپ کے لیے قبول کی اور قنبر شخص احد ہوا اسکا کہنا فائدہ نہ دیا جبہ ہاتھ میں یہودی کے تھا اوسکی والدہ یا یہودی آئین مسلمان میں ایسا انصاف دیکھ کر مؤمن ہوا اور جبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو واپس کیا حضرت امیر نے اوسکو ایک گھوڑا بخشا وہ آپ کے ساتھ تھا حتی کہ جنگ صفین میں شہید ہوا قول فیصل یہ ہے کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں باغ فدک کیوں نہیں لیا زوالِ افس کہتے ہیں اہانت سے نہیں لیا شیر کبھی لوٹری کا جھوٹا نہیں کھاتا ہر مین کہتا ہوں حضرت امیر نے خلافت منصب کو کیوں لیا شاہد باش اوپر حضرت امام حسین شہید رضی اللہ عنہ کے کہ واسطے اپنی خلافت کے بیٹے پلید سے مردانہ وار لڑے اور بغلاف اپنے والد ماجد کے ذکر مخالفت کی اطاعت کی اور جب یامون خلیفہ نے حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کو باغ فدک چھو دیا تو کیوں اپنے بزرگوار کے برخلاف قبول کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح صحیح کیا تھا قصہ یوں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک فرد کہا کہ میں آنحضرت صلعم سے سنا ہر کماہی رشتہ و قرابت قیامت کے دن باقی نہ رہے گی مگر میرا رشتہ و قرابت بہ من آنحضرت صلعم کا خسر کہلاتا ہوں اگر تم مجھے اپنی دامادی میں قبول کرو تو میرا رشتہ و قرابت آنحضرت صلعم سے مضبوط ہو جائے حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں حضرت ام کلثوم کی نسبت اپنے بھائی کے بیٹے سے کر چکا ہوں چونکہ وہ طہرہ صغیرہ تھی اور گاہ گاہ خلیفہ دوم کے گھر جاتی تھی اتفاقاً ایک وزیر امین خلیفہ نے نہایت محبت کی اور پیشانی پر اونکے بوسہ دیا وقت چلنے کے پیچھے سے ازراہ مزاح ساق کو پکڑ لیا اور کہا کہ اپنے باپ سے بیان کرنا کہ میں نے کیا کیا بعد اس حرکت کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے زولی ہو کر نکاح پڑھایا اسکو عصب بولنا طرہ گالی دینا ہر جب

اس دنیا میں کسی ذیل گو کو اور انہیں بھلا جو شیر خدا ہیں وہ کیونکر برداشت کر سکیں گے اور اگر ایسے مقام میں
تقیہ کو گنجائش دی جائے پھر کب انسان اپنی جرات دکھاتا ہو یعنی خلالت نہ ہی باغ و فک چھین لیا
ابنا موس پر دست انداز ہوا تب بھی آپ ذکر کر گئے اور حضرت علفے ثانیہ رضوان اللہ علیہم کا دو
تمام ہوا جنگ جبل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر اور جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ
عنہ پر اپنی شجاعت و مردانگی کو کام فرمایا ایسا کبھی نہیں چونکہ ان دونوں اسرنایت حق تھے
سکوت اختیار کیا اور امر ناحق سے ان گئے حالانکہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ جبل
یا دکنین بہت روئین اور جنگ مذکور کو حضرت امیر رضی اللہ عنہا یاد کر کے سنایت افسوس
کیا کرتے تھے ایسا ہی جنگ صفین بھی مرضی شارع نہ تھی بلکہ اس باب میں است کو فرمایا تھا کہ
جو کوئی بیٹھا رہے وہ بہتر ہو کھڑے ہونے والے سے اور کھڑے ہو کر دینا لا بہتر چلنے والے سے اور جو کوئی
پیادہ ہو وہ بہتر سوار سے پوچھا آدمیوں نے کہ یا حضرت فرمائیے ہم لوگ اس وقت کیا کام کریں
ارشاد کیا اپنے کمیت کے کار میں مشغول رہنا یا مولیٰ کو چرایا کرنا پھر پوچھا اگر دشمن آنکر قصد
قتل کرے تو کیا کریں ایسا ہوا کہ آدم کے بیٹے ہابیل مانند بن جاؤ آخر بھائی سنت و جماعت سوا کے
ملائک اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے کو بے گناہ نہیں جاننے اگر نفس مارہ کسی وقت
قابو پا کر کوئی حرکت سرزد کر دیتا ہو تو فوراً نفس کو اس ملامت کرتا ہوں و دونوں لڑائی کو مثل خانہ
جنگی کے تصور کرنا چاہیے حدیثا مان اور بیٹے سے اور بھائی بھائیوں سے چنانچہ اگلی امت میں بھی ہوا
ہو حضرت موسیٰ عم جب کو طور سے لوٹے قوم کو گو سالہ پرستی میں پایا غصہ ہو کر اپنے بڑے بھائی
حضرت ہارون عم کے سر کے بال اور داڑھی پکڑ لھینچا اور برادران حضرت یوسف عم نے ان کو کھینچ لیا
سگ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں قرآن شریف کی آیہ منسوخہ حبیب
آدمیوں کو لڑا تار یا خود حافظ قرآن تھے اور حفاظ کو بلا کے سات جلدین قرآن شریف کی قتل کر دینا
اور قلمبر اسلام میں روانہ کیں اور باقی آیات متنازعہ فیہا کو جلادیا اور حضرت عبداللہ بن
رضی اللہ عنہ سے قرآن لینے میں جو سختی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کی تھی

سوامورسیاست ریاست تھی ایسے حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں ایک مختصر
لوٹلی کو بلا دیا اور براہ تحقیق حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کو اس قدر ناخوش کیا کہ وہ حضرت معاویہ
رضی اللہ عنہ سے جلے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قرآن سوز کرنا بھی اسی طرح
کیا قرآن سوزی نعمت ہو اور اگر حضرت عبدالعزیز مسعود رضی اللہ عنہ ان سے ناخوش ہو
تو حضرت عقیل رضی اللہ عنہ حضرت خلافت پر ازاد امارت و ستگاہ سے کیوں بگڑے حضرت
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان سکونت پر بحین حیات آنحضرت صلعم مالک
ہوئی تھیں بلکہ سارا زواج سطرات کے بیوت جدا جدا تھے چنانچہ آیہ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ
یعنی تم بیویاں آنحضرت صلعم کی ہوا اپنے اپنے گھروں میں ولالت موجود ہو اور دفن کرانا
حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا اوسمین یہ اشارہ مضمون حدیث کے ہو فرمایا آنحضرت
صلعم نے کہ روز قیامت میں ہم و ابوبکر و عمر ایک ساتھ چلیں گے اور دوسری روایت میں ذکر
حضرت عیسیٰ بن مریم عم بھی بری بھی سبب ہو کہ روضہ مبارک کی جلے غالی ہو نہ خلیفہ ثالث کو
ملی ناحق باغی لوگ مانع آئے اور نہ خلیفہ چہارم کو ملے بلکہ جس ناقہ پر لاش سوار تھی کوفے سے
مدینہ کیا آویگا بجاگ کر مقام نجف میں ایسا بیٹھا کہ پھر اوسکا ہلانا مشکل پڑانا چاروہین دلوں ہو
جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ شہید ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روضہ مبارک میں دفن کرنے کے لیے اجازت چاہی حضرت امام المؤمنین نے
دستوری دی مگر مران بن حکم اور وقت حکم تھا اور بقربابت خلیفہ ثالث ہرگز راضی نہ ہوا کہ حضرت
خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ جنت البقیع کے باہر رہیں اور حسن کو میں روضہ مبارک میں دفن ہونے
دون قریب تھا کہ دونوں طرقت خونریزی ہو مگر صلح وقت ٹھہری کہ جنت البقیع میں دفن
کرائے اور جو کچھ تقدیر کو کرنا تھا کیا اور یہ سب بہانہ والا ایسا ہی اٹکے ربطن و تشبیع کے جواب
مطلوبات ہیں آنحضرت صلعم کی اولاد بطین سے ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی چار
لڑکیاں اور دو لڑکے تھے حضرات رقیہ کلثوم اور زینب اور فاطمہ اور طیبہ علیہم السلام اور قاسم رضی اللہ عنہ

اور لیلین سے جاریہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے
 روا انفض سوائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کسی کا نام نہیں لیتے اور ازواج مطہرات میں سے
 صرف حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کے دوسرے کو برائی سے یاد نہیں کرتے اگر کہیں کہ
 ہم بیاہا و مظلوم ہو چکے ہیں جواب و سکایہ ہو کہ سنت و جماعت بلا حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ
 عنہما کے مستعد ہیں اور محبت الطہیبت رضوان اللہ علیہم نہایت رکھتے ہیں سنی کی محبت کو
 چند روز بعقب رہے خواجہ دراکر دریافت کرنا چاہے کیونکہ زبان تیزی کار زنان دست درازی
 پیشہ مردان ہو اسوئے لکھا گیا ہو شاید اس امت مرحومہ کی عورت ہو چونکہ عادت جلی
 عورتوں کی نقصانی عقل و دین ہو اور اپنے مخالف مزاج کو گالی دینی علی الخصوص و ہر کے
 جنکی ہفت کرین اور غیبت میں او کو بد کہیں اور جھوٹ بولنا او کو محض آسان ہو افترا اور
 بہتان انکا ایمان ہو اور چشمک مارنی انکا کام اور مونہ چڑھانا آخر انجام ہو اور یہ سب خصلتیں
 روا انفض میں موجود ہیں اصل حال خلافت یہ ہو کہ جب آنحضرت صلعم کو مرض کی شدت ہوئی
 آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اپنے باپ کو امامت مسجد کرے حضرت عائشہ
 صدیقہ نے جواب دیا کہ باپ میرا نہایت نرم دل ہو آپ کے مقام امامت میں قائم نہیں ہو سکتے
 آنحضرت صلعم نے فرمایا تو ناقص العقل ہو مثل زنان مصر کے جو یوسف علیہ السلام کو سمجھاتی تھیں
 میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خوب جانتا ہوں کہ وہ امامت کرے مسجد میں پھر حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ کے
 لیے استدعا کرے چنانچہ انھوں نے امامت کرنے کی اجازت چاہی آنحضرت صلعم نے فرمایا
 کہ نہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ امامت کرے الغرض حسب فرمان والا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
 مسجد نبوی میں امامت کی آنحضرت صلعم نے دروازہ حجرہ مبارک جو بطرف مسجد نبوی تھا
 کھولا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت کرتے دیکھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پس پا
 ہونا چاہا کہ شاید خود بذات شریف امامت فرمائیں گے آنحضرت صلعم نے باشارہ دست مبارک

حکم کے نماز فرمایا اور بزرگوار تسلیم کیا اور دروازہ حجرہ بند کر لیا ہر گاہ روح مبارک کی مقبوض ہوئی صحابہ رضوان اللہ علیہم نے دربابِ من و نماز جنازہ اختلاف کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ ازواجِ انبیاء علیہم السلام جس مقام قبض کی جاتی ہیں اسی جگہ مدفون ہوتی ہیں اور ہر شخص نے جدا جدا نماز جنازہ پڑھ کر حجرہ مبارک میں دفن کیا اِنَّ لِلّٰهِ وَ اَنَّ السَّيِّءَ اَرَا حَيُّوْنَ بعد اوسکے سقیفہ بنی سعد میں مشورۃ خلافت کیا انصار کہتے تھے کہ ایک شخص امیر ہم میں سے ہو اور مہاجرین میں سے ایک شخص امیر ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم میں سے کوئی ہو کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پر امامت کرے کیونکہ وہی بحضورِ پُر نور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امامت کی ہو علاوہ کسی اِطرائی میں انصار کو امیر لشکر آنحضرت صلعم نے نہ بنایا ہمیشہ انصار معاون ہے اسی بات پر خلافت اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قرار پائی اور اجماع اکثر صحابہ سے منعقد ہو کر بیعت بہت اونکے ہوئی قبل اسکے عدم عداوت و رویان صحابہ رضوان اللہ علیہم جمعین کے تمسید متفقہ میں لکھ چکے ہیں اِنَّ اسطے تا یہ انقطاع اجماع لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اعظم پرمانے اس امت مرحومہ کو کہ نَحْمَدُ خَيْرًا مَّا نَدَّ اُخْرَجَتْ لَانْجَاسٍ تَاْخَرُوْنَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَتَّبِعُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی ہر تم نیک گروہ ازل سے اب کی طرف لائے گئے ہو تم کو نیک کام میں اور باز رہو گے برے کام سے توصیف فرمائی اور اگر سچا ہو رضی اللہ عنہم سے خلاف اوسکے ظہور میں آئے معاذ اللہ جل جناب باری عزہم لازم اور اور یہ حال ہی لیکن وافر کو کچھ پروا نہیں کہ وہی بدگو جناب کہی پر جائز رکھتے ہیں اور تفتیح کو حضراتِ انبیاء علیہم السلام فریاد جانتے ہیں اور حضرت مخبر صادق صلعم نے نصیرانہ لاجتماع امتی علی الضلالة یعنی امت میری اجماع گمراہی پر اگر کسی جمعہ اجماع انکا قبول کرنا مستحکم و اگر لغو ذبا اللہ صحابہ رضوان اللہ علیہم متدہ ہو باتیں تو خداوند تعالیٰ حسب اپنے یا کُنْ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْ یَّوْمٍ تَدْعُ مِنْکُمْ عَلٰی دِیْنِہِ فَاَنْتَ بَاقِیُ اللّٰہِ یَوْمَہُمْ

تُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمَوْتِ مِنْكُمْ عَلَى الْكَافِرِينَ يَعْنِي أُولَئِكَ الْإِيمَانِ
 والے جو تم میں سے مرتد ہو جائے اپنے ایمان سے اللہ تعالیٰ اوپر لایگا ایک گروہ کو کہ دوست رکھے
 عاجزی مومنوں سے اور غلبہ پر کافروں کے غرور اوپر کسکیا دیکھتا اور بدست اپنے قتل کرتا
 جیسا ایسا نہوا تب خلافت انکی صحیح جانتا چاہیہ اور ایمان اونکا قائم ماننا وگرنہ خداوند تعالیٰ کا
 خلاف وعدہ ثابت ہوگا اور تحقیق وہ وعدہ خلاف نہیں ہو جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
 عنہ کی خلافت درست ٹکھری اونھوں نے اپنے مرض میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ
 مقرر کر کے ایک عہد نامہ لکھا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین دستخط چاہا تمام صحابہ نے
 دستخط کیے اور وہی دستخط قائم مقام بیعت ہے اجر لے کار خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
 اور کثرت فتح اونکی کتب تو اسے سے ثابت ہو حاجت دلیل و برہان نہیں اونھوں نے بدست ابولہو
 مجوسی کے جو واسطے کم کرنے اپنے خراج کے آیا تھا اور خلیفہ ثانی نے کم کیا گوشہ مسجد میں
 وہ شقی بیٹھا رہا وقت نماز صبح برکت اولیٰ شکم میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چھری
 ماری اور چاک کیا آپ بیہوش گر پڑے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہو کر
 نماز تمام کی اور قاتل کا قصہ گرفتاری کیا اوسنے اور چند کس کو زخمی کیا آخرش مرتد ہوا کہ
 ہوا خلیفہ ثانی کو مکان پر اوسنے لائے جو کچھ پلاتے تھے ازراہ جرات نکل آتا تھا اوسنی لیتے
 شہید ہوئے اور خلافت کو درمیان چھکد می صحابہ جلیل القدر یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
 اور حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب اور طلحہ اور زبیر اور سعد بن ابی وقاص اور
 عتبہ الرحمن بن عوف رضوان اللہ علیہم اجمعین کے چھوٹی می تب سے روافض ابولہو کو
 بابا شجاع الدین کہتے ہیں اور بجلے عید الفطر عید غدیر جو سابق بادۂ عطاء خلافت گذرا
 اور بمقام عید الاضحیٰ عید شماع کرتے ہیں اور ایسا ہی خواجہ روز شہادت حضرت علی کرم اللہ
 وجہہ و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو عید نہایت قصہ کو تاویس از مشورہ و ثالثی خلافت
 اوپر حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کے قرار پائی و یابنی خلافت میں مروان بن حکم کو جو

قرابت اور نئے رکھتا تھا اور اموی ریاست میں ہوشیار تھا باپ کو اس کے آنحضرت صلعم نے
 باعث آمیزش باعث ناقصین شہر بدر کیا تھا اور خلیفہ اول دوم بھی اس کو دور دور رکھا کیے
 خلیفہ ثالث نے اس سے ہلا لیا اور تمام کار خلافت میں نیز و مشیر کیا اور خود بذات شریفینہ
 کم توجہ بامور خلافت فرمائی بہت رعایا ہاتھ سے مروان کے تنگ آئی اور حضرت خلیفہ چہام
 وادخواہ ہوئے کہ خلیفہ ثالث مروان کو مغرول کرین لیکن چونکہ اسی حیلے سے حضرت ابی النور
 رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تھی کب شہر پذیر ہو چنانچہ رعایا کے معر باغی ہو کر قصد خون
 مروان کیا و باعث حلیت اس کے خلیفہ ثالث کا بھی کیا اور محاصرہ کر رکھا حضرت محمد بن ابی
 رضی اللہ عنہ حضرت خلیفہ ثالث سے شکایت عدم یاری زمانہ کہنے کسی قسم کا روزگار طلب کیا
 خلیفہ ثالث نے حکم نیابت دمشق عطا فرمایا اور مروان کو واسطے لکھنے سند کے اجازت دی
 مروان عداوت مستمرہ پوشیدہ رکھتا تھا سند میں بجائے لفظ فاقبلوا کے فاقتاوا لکھ کر خلیفہ
 سے فرین کیا اور حوالہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے کیا اور پوشیدہ دور الخط بنام رعایا
 دمشق کے لکھا اور اپنے غلام کو سانڈ فی سپور کر روانہ کیا حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما
 اس طرح سے ناواقف رہا و دمشق ہوئے اور اثنائے راہ میں عبد اللہ بن سبا یہودی
 ملاقات ہوئی وہ غلام مروان سوار ہو کر ملا اور اس سے پوچھا اور خون فیہ کچھ جواب نہ آیا آخر
 اپنا دمشق جانے کا قصد بنایا حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو شبہہ ہوا اور غلام کو
 تلاش کی ایک خطا خاص مروان کا پایا اور اس کو کھولنے سے ارادہ قتل کرنے کا صاف
 دیکھا تب حسب صلاح عبد اللہ بن سبا اپنی سند کھول کر مطالعہ کیا اور نہایت متعجب ہو کر
 خلیفہ ثالث باوجود دعوی دوستی پدر میرے کے ایسا کام کرین خود مع عبد اللہ بن سبا
 و غلام مروان کو لیکے حاجت مدینہ منورہ کی اور حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے
 وادخواہ ہوئے حضرت امیر نے خلیفہ ثالث سے باہر اسے خط و کتابت پوچھا خلیفہ نے جو قرار دیا
 تھا بیان کیا کہ حقیقت اسی باتوں کی او کو خبر نہ تھی چنانچہ یہ امر منورہ طے پایا تھا کہ باغیوں کا

روز بروز غلبہ تھا اور حضرت خلیفہ ثالث کو محاصرہ کرتے ہوئے تھا۔ بڑے بڑے سپاہی تھے ہر چند غلامان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آمادہ قتال بجا لائے ہوئے تھے مگر آپ صبر فرماتے کیونکہ آنحضرت صلعم نے آپ کو بشارت شہید ہونے کی دی تھی چونکہ عبداللہ بن سبا جو رئیس فرقہ روا فیض کا ہی قوم بنوئی تھا اور منافقانہ طور پر ایمان لایا تھا اور اپنے کو ملقب بشیعہ علی کیا تھا حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو انگوادیکر اور چند رفیقوں کو ہمراہ لیکر ازراہ نقب محاصرہ میں خلیفہ ثالث کے گھسائے گئے خلیفہ تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے حضرت محمد بن ابی بکر نے پیش قدمی کر کے ریشہ ہارک خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ کی پکڑی خلیفہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم میری عزت کیا کرتے تھے اور پھر بزرگوار تمھارے منہ سے کتنی کتاخی نکرو حضرت محمد بن ابی بکر کو تاب امتقامت نہ ملی پس پناہ مانگے معاوان نے وقت فرصت کو عنینت جانا اور زنجیر سے تھوڑے کی خلیفہ بٹا تھ سے روکا مگر اول ضرب سے بند دست جدا ہوا کلام قدیم کی آیت کہ یٰ کرمیہ فسیکفنی کھڑا اللہ وہو الشفیع العلیکم یعنی پس کفایت کرنا ہی تم کو اللہ تعالیٰ اور وہ سنتا و بمانا ہی پر خون ٹپکا اپنے فریاد و فغان کی کہ مباد اخلاعت شہادت مجھ پر ہوں جب نرم محترم خلیفہ ثالث نے نعرے مارے شہادت پائی کہ راہ نقب سے جھلکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خبر ہوئی آپ نے واسطے فحاشی کے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و پسران حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کو واسطے محافظت کے متعین کیا تھا جلد بدر خلیفہ ثالث پونچھے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے سینے پر شدت سے چھکے پڑے اور پسران طلحہ و زبیر کو بہ کہا کہ تم کس کام کے لیے یہاں متعین تھے انھوں نے بے غلی ظاہر کی کیونکہ راہ نقب سے کچھ آگاہ نہ تھے درباب تدفین خلیفہ ثالث باغیوں نے نہایت بے ہوشی کی یعنی روضہ منورہ میں مجال کیا جنت البقیع میں بھی دفن ہونے کے روادار نہ بنے ناچار بیرون جنت البقیع کے دفن کیے گئے اور وہ خون ہنوز معصوم عثمانی میں موجود ہے اور اب اس کی زیارت کرتے ہیں خاقانی شروانی نے اپنی کتاب تحفۃ العارفین میں لکھا ہے

عثمان چو یہاں حشر اکر دینے بر سر گنج سرفرا کرد + گلگونہ نمود خون عثمان + بر روضہ محمد

نفران ہندو خون منظر چنان کس ہکا گو کہ قدسیان ہندو اس ہمن بعد مصریان ست بیعت
 سامنے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے پیش لائے اپنے فرمایا کہ تم لوگ اہل غلو
 نہیں ہو یہ بات البتہ بدروالوں کو سنو اور ہر اور مرداوس سے تاخیر کر دینی امر بیعت میں تھی
 باشندگان بدر کے حاضر آئے اور بیعت کی خبر قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت ام المومنین
 عاتشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب پہنچی آپ نے حضرت امیر کو قصاص لینے کے واسطے پیغام
 کجا اور دونوں جانب سے اصرار کو پونہی حضرت امیر کو قصاص لینے میں اوسوقت
 امر بیعت میں فتور منظور ہوا علاوہ آپ کے پاس قاتل شخص معین نہ ٹھہرا دیران نے حضرت
 عاتشہ صدیقہ کو بار بار قاتلون کی بے پروائی بیان کر بھیجی آخر ش حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما
 وغیرہ کو ہمارے لیکر اراکہ عظمہ کیا اور شہر بصرہ میں پونہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنگ
 واقع ہوئی بہت آدمی اوس جنگ میں مارے گئے اسکو جنگ جمل کہتے ہیں لشکر ام المومنین کو
 شکست ہوئی اور حضرت امیر نے فتح پائی چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت خلیفہ ثالث سے
 یکجا جدی تھے اسلئے مقام صفین میں صفت آرا ہوئے اور قصاص خون حضرت عثمان کاجا ہا
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بڑی لڑائی ہوئی اور بعد از قتل لشکریان مصالحہ درمیان آیا ان
 دونوں لڑائی سے حوریان مقام ہروان کے خارج الطاعت سے امام برحق حضرت علی کرم
 وجہہ کے ہو گئے اور کہا ہوا امام کی ضرورت نہیں ہی چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس کو
 حضرت امیر نے واسطے نمائش کے اوپر بھیجا اور تھوڑے آدمیوں نے الطاعت قبول کی اور
 بہت تھکے و الفقار حیدر کے آئے اور منافقانہ طور پر بعضے ایمان لائے از الجملہ عبداللہ
 ابن ابی بنی اسلمہ حضرت امیر کو شہید کیا اور عبداللہ بن سبا جس کا ذکر سابق گذرا وہ پہلے تفضیل حضرت
 امیر اوپر غمگاہے غمگاہے لوگوں کو تعلیم کیا کہ تا جب حضرت امیر نے عقیدے سے اوسکے مطلع
 ہو کر فی حدیث سے نکال دیا تب حضرت امیر کو شہر یک ذات معبود کے لوگوں کو بہکایا خلاصہ
 یہ کہ کہ یہاں میں رافضی و حاجی دونوں ظاہر ہوئے اور ایسی خانہ جنگی اگلی آہستہ میں

ہو چکی ہو جیسا اوپر مذکور ہوا سنت و جماعت جنگ جمل کو ان بیٹے کی لڑائی جانتے اور جنگ
صفین کو بھائی بھائی سے قضیہ سمجھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اشارہ فرما گئے ہیں اور
اپنے اصحاب کا تصور پکڑنے سے منع فرمایا قال علیہ السلام خیر القوم قرنی شہ
الذین یلوئہم شہ الذین یلوئہم اللہ فی صحابی لا یخذلہم غرضاً من بعدک
یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک زمانہ میرا زمانہ ہو پھر نزدیک و س سے زمانہ پھر نزدیک و س سے زمانہ
واسطے خدا کے میرے اصحاب کا عیب مت پکڑو بعد میرے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
کسی نے ان دونوں لڑائیوں کو مال بوجھا آپ نے آیہ کریمہ سے جواب دیا یا تِلْکَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ
لَهَا مَا کَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَا کَسَبْتُمْ وَ لَا تَسْأَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ یعنی یہ گزشتہ
مکہ گذر گئے وہ اپنے کیے کی جزا پائیں گے اور تم اپنے کیے کی جزا پاؤ گے اور تم نہ پوچھو جاؤ گے کہ انھوں نے
کیوں ایسا کام کیا تھا ۵ حکم ان قصہ یا خدا کے گزشتہ بندگی کن ترا حکم پر کارہ حضرت امیر المؤمنین
علی کرم اللہ وجہہ اپنی خلافت میں عبدالرحمن بن ملجم کو محتسب کو فہم فرمایا تھا ایک عورت غازی
بنام قطام کو نے مین تھیں ابن ملجم اوپر عاشق ہوا اور اپنا وصال دس دن سے پہلے جہاں معشوقہ کا رہا
اپنا سر مبارک حضرت امیر جہاں کیونکہ اس کے باپ بھائی وغیرہ اقربا آپ کے ہاتھ سے مارے گئے تھے
ابن ملجم نشہ شہوت سے مخمور تھا وعدہ و افاق کیا اور تیغ دہر کو دزیر پیرا من چھپا کے منظر اکین
وقت فرصت میں غلامی غنیمت جاکر ایک ضرر پہنچت سر پر حضرت شیر خدا کے مارا اور قصد
گرنے کیا مگر قہراً ہوا اور قصاص کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی بھی خبر دی تھی ایک ہر ذکر
حضرت صالح عم کی اونٹنی کا کیا کہ ایک شقی نے شتر صالح عم کو ہلاک کیا تھا واسطے ایک عورت
اور یہی امت بن ایک شقی تر ہو گا کہ شتر خدا کے سر پر ایسی ضرب شیش مار گیا جس سے دائرہ
اونکی سرخ ہوگی اور ویسا ہی وقوع مین آیا حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کو سکان پر
لائے اوسے زخم کاری سے شربت شہادت نوش فرمایا من بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
کو سب شہادت پر بٹھایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت پر تھے حضرت امام نے خلق

مناسب جانا اور قتل سے خلافت کو بچا یا بدست حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیعت کی			
سال ہجری	ماہ	روز	اسلامی خلفائے اشدین رضی اللہ عنہم
۲	۵	۲	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
۱۰	۲	۲۹	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
۱۲	۲	۲	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
۴۲	۲	۲	حضرت امام علی کرم اللہ وجہہ
۴	۲	۲	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

فرمان والا نشان آنحضرت صلعم الخلافۃ من بعدی ثلاثون سنة یعنی خلافت بعد میرے تیس برس تک جو صادق آیا اور مفسدون حدیث تدویر و ریحی الاسلام کی و ثلاثین سنة یعنی چکی اسلام کی پینتیس برس تک پھر کی از وقت ہجرت تا زمان جلست حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شمار کرنا چاہیے کیونکہ بعد شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پھر مدینہ منورہ میں خلافت نہ ہوئی اور فرمان آنحضرت صلعم الخلافۃ بالمدینۃ والملاک بالشام یعنی خلافت مدینہ منورہ میں اور بابل شاہی شام میں ظاہر ہوا کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تخت کوفہ میں رہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شام میں

وصل

قال علیہ السلام لا یرال الاسلام عن یرا الی اثنی عشر خلیفۃ کُلہم من قریش یعنی فرمایا آنحضرت صلعم ہمیشہ اسلام غالب ہوگا بارہ خلیفہ تک و سب خلیفہ قریش سے ہونگے بعضے سنت و جماعت مراد اس بارہ خلیفہ سے تمامی مدت عزت اسلام تا دامن قیامت پکڑتے ہیں اور خلفائے اربعہ و معاویہ و ابن زبیر و عمر بن عبد العزیز و مہدی عباسی و طاہر عباسی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شمار کرتے باقی سب وہ خلیفہ ایک اور نمبر سے حضرت مہدی آخر زمان رضی اللہ عنہ ہیں و افضل اگر مہر و اس حدیث کو دوازدہ

امام پر فرود لائیں تعجب نہیں ہو کیونکہ انکی عادت یہی کہ معنی قرآن و حدیث کو بجاڑتے ہیں ہر کار
حضرات امیر رضا و ان المد علیہم اجمعین کا خود خاندان میں بطور جامعیت اتحاد نہیں پایا جاتا
ہو و نئے عزت اسلام کس طرح ثابت ہو سکتی ہو در زمان حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت
عباس و عقیل رضی اللہ عنہما بر خلاف رہے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے حضرت امام حسین
رضی اللہ عنہ بجا و بصلح ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نہایت ناخوش ہوئے اور فرمایا
کہ اگر کجائی میری ناک تیرا شل لیتے وہ بہتر تھا کیونکہ معاویہ سے صلح کی حضرت محمد بن حنفیہ
رضی اللہ عنہ حضرت امام زین العابدین سجاد رضی اللہ عنہ سے یہاں تک نوبت ثالثی
حجر اسود کی پہنچی اور حضرت زید شہید رضی اللہ عنہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے ہاشر
امام حسن سکری رضی اللہ عنہ زمان مان خاندان سے اونکے ایک ایک مخالف صادر ہوتے گئے
در باب وجود حضرت امام محمدی رضی اللہ عنہ کے ہر فرقہ راسے جدی ہدی دیتے ہیں اگرچہ فرقہ
امامیہ قابل ہیں کہ وہی نجوف و شمران پوشیدہ ہیں اور وقت فرصت خروج فرما دینے
یہ بات انکی قابل سند نہیں ہو کیونکہ اگر خود امام زمان حسین مددگار ہوتے سے خروج فرماتے
تو جس وقت ایران میں سلاطین صفویہ کا دور دورہ چلا اور ہندوستان میں نور جہان سکیم کا
زمانہ تھا اونکے خروج کے لیے بہتر تھا کیونکہ جس قدر تو بچانہ آلات لڑائی درکار ہوتے سب
میسر ہو جاتے اور اگر وقت خروج سے مراد بہتری اپنے پیروں کی منظور ہو وہ بھی گذر گیا
جیسا و ابالہر حال نے اہل خراسان خصوص مشہد مقدس کے مجاوروں کو تنگ کیا اور
چنگیز خان ہلاکو سے واد سفاک و خون ریزی دی تھکانا آپکا عین مصلحت تھا پس خروج
امام زمان محض وہی بات معلوم ہوتی ہو جیسا در باب ۱۱ ش حضرت امیر ہر فرقہ علیحدہ طور پر اعتقاد
رکھتا ہو کوئی کہتا ہو آسمان پر ہو اور انکی سواری اور رعد آواز کوڑے کی اور کوئی کہتا ہو کہ گویا
شتر پر ہو اور مغلطہ اوکا بسبب پوشیدہ دفن ہونے کے مقام نہج میں جو قبل اسکے لگا کر
العرض الحال سنہ بارہ سو ستانوے ہجری قدسی جاری ہے یہاں انتظار خروج کا کرتے رہیں

سنت و جماعت کے نزدیک حضرت محمدی رضی اللہ عنہ غائب ہو کر بزم ابدال و اوتاد و قطب کے ملے اور جو مہدی آخر زمان پیدا ہونگے وہی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے نام والد کاونکے عبد اللہ ہو گا اور نام اونکا محمد حسن شریف چالیس برس کو پونچھ گیا و میان مکہ شریف کے رکن و حلیم کے بیچ طواف میں نہ آئیگی ہذا خلیفۃ اللہ مہدی یعنی یہ خلیفہ خدا کے مہدی رضی اللہ عنہ ہیں آدمی ان سے رعیت کریں گے وہ دنیا کو عدل سے پر کریں گے جیسی آگے اونکے ظلم سی پر تھی اور مستمعون حدیث اذا رايتہم ايات السوء من خراسان فاقبلوا علیہم او یجروا علی الشجر فان فیہا خلیفۃ اللہ مہدی یعنی جب تم دیکھو خراسان کی طرف جھنڈا سیاہ لپکے پڑھو اسکی طرف اگرچہ برف گھوٹنے سے جانا پڑے کیونکہ اوسمیں خلیفہ خدا مہدی ہو اس مہدی کو مہدی عباسی جاننا چاہیے کیونکہ یہ بات گذر گئی اور تعداد بارہ خلیفہ جو اسمیں مندرج کن بہ تحقیق صاحب صواعق مخرقہ کے و گرنہ محدثین شرح حدیث شمار تمام بارہ خلیفہ کے گئے ہیں بلال

فصل

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلعم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قریش تھے جدا علی آنحضرت صلعم کے عبد مناف چار فرزند رکھتے تھے ہاشم و مطلب عبد الوہب و نوفل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اولاد سے عبد الشمس کے اور حضرت جبر بن مسلم اولاد سے نوفل کے اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما اولاد سے مطلب کے اور بھی آنحضرت صلعم کی چھوٹی حضرت صفیر رضی اللہ عنہما کے لطف سے تھے ادراہم جاہلیت و اسلام میں ہمیشہ تابع فرمان آنحضرت صلعم کے رہے اور اطاعت سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کبھی منحرف نہ ہوئے اور قریش نامی اہل عرب کو ہمہراہ نہ لیں جانتے اس واسطے آنحضرت صلعم نے اپنی دونوں لڑکی جینت رقیہ و کلثوم رضی اللہ عنہما کو اپنے چچا ابولہب کے دونوں بیٹے عتبہ و ولید سے شادی کر دی وہ سب و کرمیہ تبت نازل ہوئی ابولہب نے اپنے بیٹوں سے ناراض ہو کر طلاق دلوادیا وہ دونوں نورین لڑکیاں بعد دیگرے آنحضرت صلعم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیا

اسی واسطے وہ بلقب ذی النورین ممتاز ہوئے اور ایسا ہی حضرت مصعب بن یزید رضی اللہ عنہما
 نکاح حضرت سکینۃ الکریما بنت زینب کا نکاح حضرت شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے بعد ماجرا کے کر بلا
 ہوا تھا و افضل اگرچہ زیادہ ماتم و شیون کے لیے عین لطائی کر بلا میں اور نکاح نکاح حضرت قائم
 میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کے بیان کرتے ہیں ایسا ہی ایمان ابو طالب پر بزرگوار
 حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو سینہ زوری سے ثابت کیا چاہتے ہیں اگر وہ ایمان دار ہو تا تو
 آنحضرت صلعم حضرت عقیل کو جبکہ وہ جاہل تھے کل متروکہ لینے کا حکم فرماتے کیونکہ درمیان کافر
 و مومن کے وراثت نہیں ہوتی و اگر نہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ زیادہ تر مستحق تھے و افضل میں
 قاعدہ مقرر ہو کہ بڑے بیٹے متروکہ پدیری نسبت اور برادر و ن کے کچھ زیادہ پاتے ہیں بلکہ وصی ہوتے
 ہیں اور غسل و دفن و کفن وغیرہ کرتے ہیں سو حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے کچھ صدور میں نہیں آیا
 خدا نخواستہ سنت و جماعت کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے دشمنی نہیں ہو جو انکے والد کو کافر تھے
 ہیں یا بسبب ایمان دار ہونے باپ حضرت خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کے حضرت امیر کو بھی زور
 انکے داخل کرتے ہیں نفوذِ ائمہ ایمان ابو طالب کا نزدیک محنت و جماعت کے ثابت ہوا
 البتہ ابو طالب آنحضرت صلعم کا نہایت تمکسار تھا بجائے پدیر بزرگوار کے اور مثل ابو لمب کے
 دشمن نہ تھا سنت و جماعت باعث عدم ایمان کسی پر لحن واجب نہیں جانتے ہیں اور ابو طالب
 کو مومن نہیں مانتے شیخ نظام الدین گنجوی نے اس بیت میں عجب کنایہ مندرج فرمایا ہے
 گئے باچین گوہر خانہ خیزہ چو بوطالبے را کنی سنگ ریزہ اور شیخ و سنی دونوں کو ٹوکنا و نحوین
 راضی کیا ہی یعنی شیخ سے شاعر کہہ سکتا ہو کہ مراد ابو لمب ہی اور سنی سے بیان کر سکتا ہو کہ مراد
 ابو طالب ہی کہ در باب ترتیب خلافت و فضیلت کے جو راہ چلے ہیں سو شیخ و سنی کسی کا
 طریق نہیں ہی البتہ کسی شخص نے جو فضیلت میں حضرت صدیق اکبر و حضرت امیر رضی اللہ
 عنہما کے عربی عبارت لکھی ہو شیخ و سنی دونوں کو راضی کیا ہی من کان ہلتہ فی بدینہ
 یعنی وہ شخص بعد حضرت پیغمبر صلعم کے افضل ہے جس کی بیٹی انکے گھر میں سفید راضی ہو سکے کہ

حضرت فاطمہ ہزار رضی اللہ عنہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھر میں تھیں اور سنی راضی ہو گئے کہ
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلعم کے مکان میں تھیں جیسا در باب فضیلت
 حضرات صدیق و امیر رضی اللہ عنہما شیعہ سنی میں اختلاف ہو ویسا ہی حضرات صدیقہ و زہرا
 رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں گفتگو ہی بعض سنت و جماعت سکوت اختیار کرتے ہیں بعض کہتے
 ہیں نہ وجہ و فضیلت باعتبار زوج کے ہونہ باعتبار پدر کے سپر و انفض معترض ہوتے ہیں کہ زوجات
 حضرات نوح و لوط کا فرد تھیں اور زوجہ فرعون منہ میں جواب دیتا ہوں ایمان حضرت صدیقہ کا
 قطعی الثبوت ہر اہل اسلام کو اس سے انکار کرنا مشکل ہو مگر جنگ جمل سے اگر انکا ایمان استغفر اللہ
 رخصت ہو جائے تو روانفض کہہ سکتے ہیں جیسا خوارج حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو سمجھتے ہیں
 اعوذ باللہ منہ علاوہ آنحضرت صلعم کی نہایت محبوبہ مرغوبہ ازواج میں سے تھیں اہل سلام میں
 یہ بھی ثابت ہے کہ جسم مبارک آنحضرت صلعم کا جس میں سے ملا ہوا دنیا کی تمامی زمین سے بہتر ہو
 اس باریکی سے تفصیل حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اوپر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باعتبار
 چھوٹے وجود مبارک نبوی کے ظاہر ہے اور شاید اس پر قصہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا ملاوٹ
 حضرت امیر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ آنحضرت صلعم نے انکو اپنے پیار میں کا کفن نہایا اور محمد گور میں
 اونکو خود ذات بابرکات نے لٹایا حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سوال کیا کہ ایسی
 مہربانی ساتھ کیسے کی گئی سبب کیا ہے آپ نے جواب دیا کہ یہ میت بجا بر میری مان کے ہو اور
 خداوند تعالیٰ نے حرام کیا ہو اور سن میں کو کہ جہان میں بدن چھو جائے میت پر عذاب گور حرام ہے
 اور آتش و فرخ کو کہ ساتھ پیار میں میرے کے کسی کو ملاوے معذ انص صریح فضیلة
 العائشہ علی النساء کفضل الثريد علی الطعام یعنی فضیلت عائشہ کی اوپر عورتوں کے
 ہر جیسے فضیلت گوشت وٹی کی اوپر تمامی کھانے کے ہے ہر چند اس مقام میں مراد نسائے آپ کی
 ازواج مطہرات ہیں لیکن باعتبار استعمال لفظ عام کے حصہ کی ذمہ داری نہیں ہے ہر شخص کا جو دم انکوں دم کجا
 عثمان بن عفان و جعفر باہتر محمد بن ابی بکر بن علی باہتر امام جعفر صادق کے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ و ولاد

عبدالشمس کے بہن ایام جاہلیت میں پوراونکا ابو سفیان آنحضرت صلعم سے کس کس برائی میں پیش آیا اور مان اونکی ہند حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے بعد شہادت کے ناک کاٹنے وغیرہ کاٹے اور سینہ چاک کر کے جگر کو اونکے چایا تھا جب مکہ معظمہ فتح ہوا اور کفار ایمان لائے آپ نے امور گزشتہ کا کچھ انتقام نہ لیا بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت ام حبیبہؓ سے نکاح کیا اور جو روافض کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے وحشی قاتل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو وقت ایمان لانے کے نظر مرحمت سے دیکھا کہ مجھ کو اپنے چچا کا قتل یاد آتا ہے اس پر سوچ ہی کیونکہ خلاف مقتضای نفس قرآن ہو سترِ حق علیکم کفر یا لکمؤمنین کراؤف رحمتہ یعنی آنحضرت صلعم مومنوں کا نہایت لالچ رکھتے تھے اور اوپر مثل پدر بزرگوار کے زیادہ مہربان تھے حالانکہ یہ وحشی ہمیشہ فخر کرتا تھا کہ ایام جاہلیت میں اشرف الناس کو قتل کیا یعنی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اور وقت اسلام خسر الناس کو قتل کیا یعنی مسیلکہ کذاب کو اسی صل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جو حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے مخالفت کی اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے یزید نے خلافت کیا اسی غریب قرابت انکی دریافت کی بات سمجھ کے اونکی شان پر کہنا چاہیے حضرات محمد ابن ابوبکر و عبداللہ بن عمر و معاویہ رضی اللہ عنہم کو خال المومنین اور حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو علم المومنین ماننا اور حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما حضرت اسماء بنت عقیس رضی اللہ عنہما کے بطن سے تھے بلکہ نکاح انکا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور اس بات کی خبر آنحضرت صلعمؐ انکو صغیر سن میں اپنے معجزے سے دی تھی کہ میری امت میں سے تین شخص یکے بعد دیگرے تمکو نکاح میں لاؤینگے اور سب بہشت میں جائینگے اور تم بھی بہشت میں جاؤ گی پس تم اونہیں سے کسکو قبول کرو گی حضرت اسماءؓ جواب دیا کہ شخص اول کو یہ فائدہ یاد رکھنا کہ بس کام آویگا اور محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما اپنی مان کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مکان میں چلے گئے اور بروز وفات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بھی حضرت اسماء رضی اللہ

عہنا کلح میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے تھیں حاضر تھیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانے میں بعد انتقال حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اونسے نکاح کیا اس مقام میں جاے غور ہو کہ خلافت منصوبہ وزن منکوحہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ لیون اور باغ فدک کو چھوڑ دیون کچھ معنی نہیں ہو اور حضرت زہرا رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس قدر ناراض رہیں کہ منع حضور جنازہ میں وصیت کریں پھر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے وسوسے سے اور بعد وفات و فوج کفن کے گھر جانے سے دلیل ناراضی نہیں ہو سکتی ہو البتہ جو سنت و جماعت روایت کی ہو وہی صحیح معلوم ہوتی ہو کہ حضرت زہرا نے حضرت اسماء سے کہا کہ میں نے اپنی زندگی کسی اجنبی کا سامنا نہیں کیا بعد انتقال میرے جنازے کو آخر سب مرد لیجاوینگے مجھے بڑی شرم آتی ہو حضرت اسماء نے بشکل گوارہ و جوا الفضل زمانہ جنازہ پر مروج دیا اسلام ہو کر دکھایا کہ زمین ملک حبشہ میں کھیتی ہوں حضرت خاتونِ جنت کو نہایت پسند ہوا آپ نے اس طرح گوارہ بنانے کی وصیت فرمائی اور شب کے دفن کے لیے اصرار تمام کیا چنانچہ بحسب واسکے وقوع آیا اور افضل کہنے میں سب کو حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما دروازے پر حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے آئے اور کہا کہ کل شب کرپوشیدہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو دفن کرانیکا گیا ہوا ہے ہر چند حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے قسم شرعی کھائی اور اونکی وصیت بتائی باور نہ کیا آخر الام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صلاح ٹکھری کہ نماز جنازہ ہون امام دست نہیں ہو لاش قبر سے نکالی جائے اور بطریق جواز نماز جنازہ پڑھی جائے یہ صراحت کو پونچھا حضرت حیدر کے ذوالفقار کو پیام سے کھینچا اور قبر شریف پر سوار ہو کہا کہ مجال کسکی ہو جوالاش گور سے نکال تب و مید و نون لوٹ گئے اور اس بات کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور پیشین گوئی کے خبر دے گئے تھے کہ وہ دن نہایت سخت ہو جو اسد اللہ الغالب مٹی کے گھٹا ہے پر ہمارے چنانچہ ویسا ہی وقوع میں آیا جواب کہتا ہوں شاید کہ تقیہ اس وقت مرتفع ہو گیا تھا مگر بوقت غصب خلافت اور باغ فدک اور شمشیر پہلو میں حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کے گڑے اور سقا

حاصل کرنے اور حضرت گلشوم رضی اللہ عنہا کو زبردستی نکاح کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ نے وجہ تہیج تو یہی آدمی حسیں خوب گرم ہوتا ہی تب و سکو غصہ آتا ہی اور یہی سنت و جماعت در حین آغاز خلافت حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے بنام شیعہ اولیٰ ملقب تھے حیات و افضل اس نام کو اپنے پردہ راویا اس سے کنارہ کش ہوئے جیسے اس زمانے میں مومن جو لاپہ کو کہتے ہیں پر اس لقب سے کچھ اونکو فائدہ نہیں ہوا ع برعکس نہ نہ نام زنگی کا خورہ

فصل

قال الله تعالى فقل لعلنا ندع أبناءنا وأبنائكم ونساءنا ونسأكم وأنفسنا وأنفسكم الآية یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس کو امی محمدؐ اور بلا دین ہم اپنے بیٹوں کو اور تم تمہارے بیٹوں کو اور ہم ہمارے عورتوں کو اور تم تمہاری عورتوں کو اور ہم ہمارے نفسون کو اور تم تمہارے نفسون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کو کچھ خطائے غر و جل بمقابلہ تفصیل بجز ان پڑھا اور بجائے فرزند ان حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو اور بجائے زنان حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اور بجائے اپنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ہمراہ لیکر بجانب کفار واسطے مباہلہ تشریف لے گئے تھے اور مغنی مباہلہ یہ ہے کہ جب کوئی ہٹ و دھرمی کرے اور اہل حق کو جھوٹا بنائے اور سوقت جزا لہ اللہ علی الکاذبین کہنے کا چارہ نہیں ہے کہ کفار کچھ اختیار کی نوبت مباہلہ نہ ہوئی اور افضل اس مقام میں بڑی کوشش کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حضرت مسلم کے پاس عزیز و پیارا تھا بروز مباہلہ بمقابلہ کفار کیوں ہمراہ نہ لے گئے باوجودیکہ ازواج مطہرات و اصحاب نیک ذات موجود تھے خصوص حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو بجائے اپنے نفس نفیس سمجھے اور اسی واسطے علی منی و انا منہ یعنی علی مجھے اور میں علی سے فرمایا میں جواب کہتا ہوں کہ بیشک یہ آئیہ کریمہ ان حضرات کی کمال فضیلت پر دلالت کرتی ہے البتہ خراج و نواصب کے سامنے خود سنت و جماعت پیش کرتے ہیں لیکن ہمراہ لیجانا ان حضرات کو واسطے اطمینان کفار کے تھا کیونکہ ازواج او کی مثل ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائم

و قائل کمال اونی کے تھے و اہمات المؤمنین کا خطاب جناب باری غرہ سے نہ پائے تھے و حرمت
 کمال کو بھی نص قرآنی ثابت نہ ہوئی تھی اگر آنحضرت صلعم انکو ہمراہ لیجاتے تو کفار کبانتے ایسا ہی
 بجائے فرزدان حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کو لیکے باعث عدم اولاد کے تھا اگر حضرات قاسم و
 طیب طہر و ابراہیم رضی اللہ عنہم زندہ رہتے تو اوکو ہمراہ نہ لیجاتے اور بیشک حضرات خلفاء
 ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلعم سے قربت قریبہ تھی اگر لفظ نفی
 دونوں کو واحد تصور کیا جائے تو نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا باطل ہوتا ہی پس مجاز مراد
 لیجائے اور ایسا آپ نے دوسرے کی شان میں بھی فرمایا ہو گا انصار ہنا یعنی انصار ہم عین ہیں
 قول فیصل یہ کہ اس آیت کو اگر دلیل خلافت پر لایں تو میں جواب دیتا ہوں کہ حضرت امیر رضی اللہ
 عنہ کو اس سے زیادہ ترکوئی ثبوت درکار نہ تھا اپنے حق کے لیے حضرات خلفاء ثلاثہ رضوان
 عنہم سے مباہلہ کیا ہوتا و در صورت عدم استحقاق خلافت حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم
 مانند انصار سے نہج ان صلح اختیار کرتے و مگر نہ آپ باوجود فاضل ہونے کے اقتداء مفضول ساری
 عمر کرتے سبب بطور قواعد و روافض نماز اپنی تباہ کی اس مقام میں بعضے روافض خوش فہم
 سمجھتے ہیں کہ باوجود فاضل کے امامت مفضول روا نہیں ہو اور نماز امام مفضول کی فاسد ہوتی ہو
 نہ مقتدی فاضل کی بقاعدہ ظاہرہ بنا ہوا فاسد بر فاسد سے انکار ہو اور اگلی امت میں بادشاہ طالوت
 باوجود حضرت شیول عم کے منجانب اللہ سلطان معتمد رہا چونکہ آنحضرت صلعم کامرتب نبوت
 و ولایت تھے احضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم نے بار خلافت نبوت اوٹھایا اور حضرت
 علی اکرم اللہ وجہہ نے بار خلافت و ولایت برداشت کیا اس واسطے انساب سلسلہ تصویب
 آپ سے بیشتر ہوا اور آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء تھے حضرت امیر رضی اللہ عنہ خاتم الخلفاء بنے اور
 جیسا اوید کو ظاہر ہوا ضروری نہیں ہی امیہ کو پوشیدہ رہنا درکار نہیں اور انبیاء صدور معجزہ
 تحت طلب کرنے مکر کے محض شہسوری ہو و اولیائے ظہور کرامت بطور جو اس کے
 درست و درست ہو مع بہین تفاوت و از کجاست تا کجی لوگوں نے آنحضرت صلعم سے

در باب خلیفہ بنانے کے سوال کیا اپنے فرمایا کہ جو خلیفہ کے اوسپر عمل کیجیو اور جو عبد اللہ پر ہے ویسا ہی پڑھیو اس جگہ خلیفہ نہ بنانے کا بھی ذکر ہوا کہ دین کامل ہو چکا ہو اب و سکو قائم رکھنا ظاہر دین کا سلاطین ہو اور باطن میں کار عمل دین ہو اگر کسی کو خلیفہ مقرر فرماتے یا وصیت کر جاتے تو البتہ مخالفت سے اونکی امت سہر گنا ہنگام ہو جاتی چنانچہ آپ نے مرض موت میں یکبار چاہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا دین اور خلافت نامہ لکھ دیوں پھر فرمایا خدا اور مومنین سواے ابن ابی قحافہ کے دوسرے کو قبول نہ کریگا اور توافقی راسے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سابق مذکور ہو چکا ہے بالفعل حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کی بیعت الرضوان کا حال لکھتا ہوں کہ آنحضرت صلعم نے جب شیخ دخت بیعت الرضوان کے اصحاب سے بیعت لی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہ سبب تہنیر و تکفین حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے حاضر تھے اپنے اپنا دست چپ قائم مقام ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فرمایا اور کہا ہذا ید عثمان یعنی یہ ہاتھ عثمان کا ہے قال صلعم ارحم امتی یا ابوبکر و اسد ہم فی امر اللہ عمر و احیا ہم عثمان و اقصی ہم علی یعنی میری امت کے حرم ابوبکر اور سخت تر حکم میں خداے تعالیٰ کے عمر اور شرمندہ تر عثمان حاکم تر علی رضی اللہ عنہم ہیں علاوہ فضیلت جدی جدی بڑی کتابوں میں مذکور ہے سنت و جماعت کو بھی و شبہ ہو سکتے ہیں اول یہ کہ جیسے دست حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیعت کی وہی اگر دست حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بیعت کرتے تو کیا برائی تھی اور مرض موت میں حضرت عمر فاروق کو کیوں بذریعہ وصیت نامہ اپنا خلیفہ مقرر کیا یا جیسا آنحضرت صلعم مطلق چھوڑ گئے تھے ویسا ہی چھوڑ جاتے خواہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ مقرر کرتے یہ خلاف طریق آنحضرت صلعم کی ہے

جواب

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث سال اللہ ثلاثا تقدیر علی یابی لا تقدیر ابوبکر یعنی پوچھا میں نے اللہ تعالیٰ سے تین بار پیشوائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی انکار کیا سوائے پیشوائی

حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کے سنی تھی کس طرح خلافت مرضی خدا تعالیٰ کے کر سکین اور خلیفہ مقرر کرنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مانند خلیفہ مقرر کرنے آنحضرت صلعم کے نہیں ہر اگر آدمی اوس سے مخالف ہوتے داخل جہنم ہوتے بخلاف مخالفت حکم آنحضرت صلعم کے قال اللہ تالی من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ یتبع غیر سبیل المؤمنین فولہ ما تولیٰ ونصلہ جہنم یعنی منٹایا اللہ تعالیٰ نے اور جو شخص مخالفت کرے رسول کی پیروی اس کے کہ ظاہر ہو واسطے اوس کے ہدایت اور پیروی کرے سولے را و مسلمانوں کے متوجہ کرینگے ہم اوس کو جہنم متوجہ ہوا ہر اور داخل کرینگے ہم اوس کو دوزخ میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وصیت کرنا بغضوں حد اقتل و باللہ ین من بعد ی ابوبکر و عمر یعنی اقتل کر دو پیچھے میرے دو شخصوں کی ایک ابوبکر و میرے عمر کہ بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ہونا چاہیے شبہہ ثانی یہ کہ اگر باغ فدک حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو دیتے تو کیا ہوتا جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خنجر و زہر مبارک آنحضرت صلعم کا دیا تھا کیونکہ خلیفہ کو اختیار ہر جگہ آنحضرت صلعم نے جنگ بد کے قیدیوں پر فدیہ مقرر کیا اور اپنی صبیہ سعادت نصیبہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابوالعاص کی رہائی کے لیے اپنا عقد مر وارید بھیج دیا آنحضرت صلعم نے مہاجر و انصار سے اوس ہار کو لیکر واپس کیا اور اپنے داماد کو بھی رہائی دی ۛ

جواب

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈرے کہ اگر خلافت نص اجتہاد کہ بن ہر آمینہ آدمی او کو منصب کہینے اور مہاجر و انصار ہر وقت اوس مسئلہ کی نظیر کرینگے پس عہدہ برائی سے تمامی کی سر اس حق تلفی ہوگی اور یہ منصب خلافت سے دور ہو اور بھی حضرات عباس رضی اللہ عنہ و امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم لب لبکو و کھولینگے چونکہ بہت آدمیوں کا کام سخت تر ہوا و سین جو آسان تھا اختیار کیا اور خاطر داری حضرت زہرا رضی اللہ عنہا بالائے المؤمنین اذ البتلی ببلیتین فاختر اھو لھما یعنی مومن جب متلا ہوں و بلا میں پس

اختیار کرے جو آسان ہو اور سکو اگر ملک خاص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوتی تو مضائقہ نہ
وگرنہ اوپر فقرے و مساکین کے ظلم صریح کرتے اور بحق بیت المال خائن کہلاتے آنحضرت صلعم
خود مالک مختار تھے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و جبرین مطعم رضی اللہ عنہ نے یکنار قوت
تقسیم مال غنیمت کے مرض کیا کہ یا رسول اللہ ہر حق ذوی القربی کا کیون عنایت نہیں فرمائیے
کیا میں ذوی القربی نہیں ہوں فرمایا ہج تم ذوی القربی ہو لیکن ہر گام جاہلیت میں ذوی
اور اسلام میں مجھے بے جو شخص ایام جاہلیت و اسلام میں ایسا تھا اور (اٹھکلی اپنے ہاتھوں کی
شبکہ کی) اور فرمایا کہ وہ ذوی القربی میرے حضرت عثمان جبرین مطعم رضی اللہ عنہما خاموش رہے

فصل

قال الله تعالى انا عرضنا الامانة على السموات والارض والجبال فابدين ان يحملنها
واشفقن منها وحملها الا الانسان انه كان ظلوما جهولا یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے
ہر آئینہ پیش کیا ہے امانت کہ اوپر آسمان و زمین اور پہاڑ کے سوسبے انکار کیا کہ برداشت کریں
او سکو اور اوٹھایا اسے انسان نے نہ در حالیکہ ظالم و جاہل تھا اور افضل اس آیت سے امانت یعنی
خلافت سمجھتے ہیں اور انسان سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مراد لیتے کیونکہ ان کے نزدیک حضرات
ایمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مانند حضرات انبیاء و ملائک علیہم السلام کے معصوم ہیں اور وہ اپنے
خلافت کے شرطِ ہاشمیت و فاطمیت و عصمت بیان کرتے ہیں اور جو معصوم نہ ہو اسکو ظالم جانتے
اور نالائق امامت کے کہتے بقولہ تعالیٰ لا ینال عہدی الظالمین یعنی خدا تعالیٰ
ظالموں کو امام نہ بنائے گا سنت و جماعت معنی اس آیت کریمہ کے بطور محققین یوں بیان
کرتے ہیں کہ مراد امانت سے عشقِ آہی ہو اور انسان سے حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام ہیں
حافظ شیرازی شمعِ آسمان بابر امانت نتوانست کشیدہ قرعہ خال بنام من دیوانہ زندہ
خواجہ کور و افض ہدیت خوارچ اپنی طرف نسبت کرتے ہیں اور یہ شعرا و نیکے قلم سے خلافت
فاضلِ بشر بادی کے نزدیک ہو کیا عجب ہے کہ اس شعر سے انکار کریں جیسا دوسرے انکار کو

شہر عثمان باد اکام ایساقیان جم جم ہرچہ جام مانشد پر می بدوران شہادہ گرچہ دورم از بساط
 قرب ہمت و نیست بندہ شاد و شایم و شناخدا شہادہ امی صبا با ساکنان شہر نیر و از بلکہ
 کامی سیر حق شناسان گوے میدان شہادہ اگر خوبہ باعث شیرازی ہونے با وجود انی طہار
 شیعہ حسب مذاق روافض کہلائے بندگی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کیون شیعہ کہتے ہیں
 کہ سب شہادہ جیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اولیٰ مشہور ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہ خارجی
 کو فی سے کہنا معروف اگر اہل شیراز و نیشاپور و قوم و کاشان محب کہلاوین ہیچے مدنی و کوئی نے
 کیا قصو کیا خصوص کو فی حضرت خلافت پناہی و امارت دستگاہی کا جائے سکونت تھا اور تہ
 منورہ مقام ہجرت ولایت آگئی پھر اصلات سے دوڑے سنت و جماعت سولے ملائکہ انبیا
 علیہم السلام کے کسیکو معصوم اعتقاد نہیں کرتے اور جو معصوم نہوا سے ظالم نہ گنتے علی الخصوص
 روافض اعراف کو مقام خلود تصور کرتے ہیں اور درمیان بہشت و دوزخ کے قرار دیتے اس مقام میں
 کیون انکار کرتے ہیں کہ جو معصوم نہوا و ظالم ہی جیسے خود کیسی اقدار سے علت نہیں کرتے
 شان نزول آیت کریمہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خج مکہ معظمہ بنایا اور اپنی اولاد کے
 لیے اوسکی امامت کی دعا کی خداے تعالیٰ نے فرمایا تمھاری اولاد میں سے جو کافر ہوگا اوسکو
 امامت نہوگی النبیہ کافر مستحق خلافت و امامت نہیں ہی اور ایمان حضرات صحابہ رضی اللہ
 عنہم خوب ثابت ہی اور جو روافض کہتے ہیں کہ وہی مرتد ہو گئے تھے نعوذ باللہ من ہذا
 الھدن یا نات قبل اسکے مذکور ہو چکا کہ اگر صحابہ اپنے دین سے برگشتہ ہو جاتے تو اپنے دوسرے کو
 خداوند تعالیٰ حسب وعدہ اپنے بھیجتا اور ایسا وقوع میں نہ آیا اور اللہ تعالیٰ خلافت وعدہ نہیں ہی
 نزدیک سنت و جماعت کے جناب باری پر نہ اطمینان واجب ہی اور نہ مقرر کرنا امام کا الیہ و پر
 مکلفین کے امام مقرر کرنا ساتھ ان شرطوں کے کہ شایع علیہ السلام نے بیان فرمایا وہ ہیں
 تا جبر لہما حکام و اقامت حدود اللہ و ابقاے شعار اسلام کرے معصوم ہونا خطاے
 اجتہاد سے ضرور نہیں ہی اور امتناع صدور گناہ کا اوس سے شرط نہیں ہی بان وقت

مقرر کرنے کے مرتکب کبار اور معرا و پر معارف کے نہواور یہی معنی عدالت کے ہیں اور ظاہر ہوتا
 پوشیدہ اور درکار نہیں کہ اپنے ہم زمانہ سے افضل ہو اگر استحقاق امامت ثابت نہیں
 عام اس سے کہ کلام الہی یا حدیث نبوی یا اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہوا ہوا و سکو
 خلافت راشدہ کہتے ہیں اور اگر عقل و قوانین ظنیہ سے ثابت ہوا و سکو خلافت عادلہ کہتے ہیں
 اور بدون استحقاق کوئی زبردستی سے مسند خلافت پر بیٹھ جائے او سکو خلافت ہائرہ
 اور ملک عضو جانتے ہیں خلافت حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم خلافت راشدہ ہی
 پھر خلافت دو طرح تقسیم ہوئی ایک منظمہ دوسری غیر منظمہ جیسی خلافت حضرات خلفاء
 ثلاثہ رضی اللہ عنہم منظمہ تھی اور خلافت حضرت امیر رضی اللہ عنہ غیر منظمہ کہ باوجود وحی
 و جانفشانی کے کچھ بکار آمد نہوا اور حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم واسطے اعلائے کلمۃ اللہ
 کے ساتھ کفار کے ہمیشہ لڑا کیے اور حضرت اسد الغالب رضی اللہ عنہ کو اتفاق ملائی کا
 کلمہ گویوں سے ہوا چنانکہ بشامیان در وقت معرکہ کہتے تھے کہ یہی قرآن مجید در میان ہمارے
 اور تمہارے ثالث بنے اور تمہاری خلافت اگر قرآن سے ثابت ہو تو ہم نہیں حضرت صفد
 رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ قرآن خاموش ہو اور میں قرآن گویا ہوں القصہ استحقاق
 امامت خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نص سے ثابت ہوا ہی اور خلافت حضرت معاویہ
 رضی اللہ عنہ خلافت عادلہ منظمہ ہی جیسا آنحضرت صلعم نے ایک روز بجانب حضرت امام
 رضی اللہ عنہ توجہ فرما کر کہا کہ یہ سپر میرا صلاح ایک قضیہ کی کر گیا بعد اوسکے میرا
 سال ہجری کو برائی سے یاد کیا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ آنحضرت
 صلعم نے فرمایا کہ معاویہ بادشاہ ہو گا اور حضرت کعب لاجبار رضی اللہ عنہ نے تواریخ میں
 آنحضرت صلعم کا نشان اس طرح پایا تھا کہ جلے ہجرت نبی آخر الزمان کی مدینہ اور بادشاہی
 شام ہو گی بعد اوسکے خلافت بائراہ اور بادشاہ گزندہ ہی زید و حجاج و ولید و عسیر
 ان سب کی خلافت غیر منظمہ ہی آنحضرت صلعم نے تفسیر میں سورہ انا انزلناک و فی کتاب

کہتے ہیں جب تک تبرا حضرت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر نگر گیا حضرت ولایت پناہ رضی اللہ
عنه کے تولا کا معتقد کس طرح ہوگا جیسا سفاد کلر طیب کا اس وقت پائے جب تمامی محبوب
کفار کے انکار و تبرک کے تین جواب تیار ہوں کہ اعتقاد امامت فرع اعتقاد نبوت کا ہی اور تمہاری
فرقہ اہل اسلام نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کے معتقد ہیں اور انکو اعتقاد نبوت حضرات انبیا
آدم عم سے تا عیسیٰ عم ضرر نہیں کرتا ہو کس واسطے اعتقاد امامت حضرت خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین ساتھ عقیدہ خلافت و امامت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ضرر کر گیا
اور جیسا کہ ہم اعتقاد کو تے ہیں کہ آنحضرت صلعم حضرت ابوالبشر آدم عم سے اول مخلوق ہوئے اور
حضرات انبیا عم سے افضل ہیں و لیکن آخر زمانہ میں مبعوث ہوئے ایسا ہی اگر تسلیم کریں کہ
حضرت علی کرم اللہ وجہہ افضل اپنے زمانے کے تھے اور مستحق خلافت مرتبہ چہارم کے ہوئے
یہ عقیدہ و ساتھ اعتقاد خلافت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ہر گز مخالف نہیں ہی اور تحقیق
گزارہا کہ حضرت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم قطعی مومن تھے پھر انکو کافر کہنا اپنا ایمان کھو ہی
اب کتاب سے روافض کے بھی انکا ایمان ثابت کرتے ہیں کما فی کشف النعمۃ عن معرفۃ
الایمۃ انہ سئل الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیۃ السیف هل یجوز
فقال نعم قد حلی ابوبکر و الصدیق سیفہ بالفضۃ فقال الراوی اتقول ہکذا
فویثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق
فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا و الاخرۃ یعنی سوال کیا
حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے کہ آیا منوٹھ بنانا تلوار کا چاندی سے درست ہی کہا
ہاں جائز ہی تحقیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چاندی کی منوٹھ بنائی تھی کہا راوی نے
آپ بھی ایسا کہتے ہیں پس کوئی امام اپنے مکان سے اور کہا سچ صدیق سچ صدیق سچ صدیق
پس جو شکے انکو صدیق اللہ تعالیٰ اوسکو سچا نہ بنا کے دینا و آخرت میں سئل الامام
محمد بن علی الباقر عن تزویجہ ام کلثوم فقال لولا انہ ساء لہ الاما کان یزوجہا

ایاہ و کانت اشرف نساء العالمین جدها رسول اللہ صلعم و اخوها الحسن
 و الحسنین سید اشباب اہل الجنة و ابوها علی ذوالشرف و المنقبہ فی
 الاسلام و امہا فاطمہ بنت محمد صلعم و جدتها خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ
 عنہم یعنی جو امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کسی نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی
 آپ نے جواب دیا اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوما موافق نہوتے تو کہیوں شادی او کی آونے
 ہوتی حالانکہ دوطن نہایت شریف خاندان سے تھیں جنکے نانا آنحضرت صلعم اور دون
 بھائی سید اشباب اہل الجنة حسن و حسین و ربایہ و نکاح حضرت علی صاحب غت و مرتبہ
 اسلام میں اور مان او کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹی حضرت محمد صلعم کی اور نانی او کی حضرت
 خدیجہ رضی اللہ عنہم ہیں اور کتاب سے سنت و جماعت کے محدث دارقطنی نے حضرت
 ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے واسطے علی کرم اللہ وجہہ
 اسی علی تم اور تمہارے شیعہ بہشت میں بھیجے گئے مگر جو لوگ تمکو دوست جانتے ہیں اور اسلام کو چھوٹا
 منتخب کرینگے پھر بھیجے قرآن کو اور نہ تجاؤ کر گنا چہر گردن اوکے سے نام اونکا نہ ہو پس تم
 لڑو او ن سے کہ وہی مشرک ہیں کہا علی کرم اللہ وجہہ نے یا رسول اللہ کیا علامت او کی ہوئی یا اشار
 نہ ہوینگے جمعہ و جماعت میں اور بڑا کہینگے انکوں کو اس روایت سے مفہوم ہوا کہ دوستی
 حضرت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم ساتھ دوستی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مخالف نہیں ہو سکتا
 دوستی حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض حضرت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے مفہوم
 نہیں ہو سکتا ایسی ہی اولیٰ اسکی دوستی حضرت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی ساتھ بغض حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ کے نہیں ہو سکتی جو شاعرانہ غصہ نے کہا انظروا این سنیان کہ سیرت بیان
 بغض حیدرست بہ حقا کہ دشمنان ابو بکر و عمر اندہ و انرا کہ فیستش بہ ابو بکر دوستی بہ چہ بین
 اند چون بھی انصم حیدر اندہ نہ نمونی بقاعدہ دانی نہ کا فر سہمہ بگزارشان ہم کہ نہ مشخ
 قنبر اندہ غنی تقیہ یہ ہر کہ محافظت اپنی جان مال و غرت کی برائی سے دشمنی کے کرنی مگر

ابوہریرہؓ اور عیینہؓ نے بیان فرمایا کہ میں نے اپنے ہر گزیر و انہیں ہر مسئلہ بقولہ نقلی
ان الذین تو فہم المسئلۃ ظالمی انفسہم قالوا فلیم لنتم قالوا کنا مستضعفین
فی الارض قالوا الم یکن ارض اللہ واسعۃ فتہاجرہا فیہا فاولئک ما و اہم
جہنم و سأت مصداق البیانی جو لوگ دار الحرب میں رہے فرشتہ اوس سے سوال کرینگے تم
کیون بیان تھے و فی کہینگے ہم کہ دور تھے فرشتہ کہید گا کیا خدا کی زمین چوڑی نہ تھی کہ تم اوس میں
ہجرت کرتے پس چنا او کی دوزخ ہو اور بڑی بازگشت خوارج کہتے ہیں تقیہ کرنا درست نہیں ہے
مثلاً کوئی نماز پڑھتا ہے اور چور اوس کا مال چور الیجانا ہو اوس کو اپنی نماز چھوڑ کر حفاظت اپنے
مال کی کرنا حرام ہے ایک صحابی نام بربیعہؓ سلمی رضی اللہ عنہ اپنی عین حالت نماز میں نگاہبانی فرمائی
کیا کرتے تاکہ نہ بھاگے اوس کو مہبت بد کہتے ہیں اور افراط و افراط کا ایسا ہے کہ ادنی طمع دینا
مخالفت کے کلمے پڑھتے ہیں اور واسطے پلاؤ اور قورمہ کے اور مجالس میں قبلہ و کعبہ کھلانے کو
ہرگز ہجرت روا نہیں رکھتے اور مدت العمر تقیہ کر کے رہنا واجب جانے اور حضرت علی کرم اللہ
وہیہ کا ہوتا و ساتھ حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے مانند حالت آنحضرت صلعم کے قبل
از ہجرت ساتھ کفار مکہ معظمہ کے سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اقتداء سے حضرت امیر ساتھ خلفاء کے
معص از راہ تقیہ کے تھی اور اوس سے خود خلفاء کی ناز تباہ ہوتی ہے کہ کیوں باوجود فاضل
معصوم کے مفضول ظالم نے امانت کی ہیں جواب کہتا ہوں کہ بعد از اہل بیت صلعم قبل ہجرت
ساتھ ابوہریرہؓ ابو سفیانؓ و ابی بن خلفؓ وغیرہ مشرکین و کفار کے کھانے پینے میں شریک
ہوتے تھے یا لات و غزنی تبون کی پرستش مانند کفار کے کرتے تھے بلکہ ہمیشہ کفار کو برا کہتے
اور کھانا کھلا کر کم آئی سناتے اور برائی اون کے افعال کی کرتے اویہ بات مسلم ہے و درین
کی ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ تسمیہ بیچ میں بید ہوئے اور صحابہ واسطے عبادت کے
گئے اور عرض کی کہ یہ موضع نہایت کوردہ ہے صلح نیک یہ ہے کہ آپ سیدہ شریفہؓ نے
نے چلیے خدا نخواستہ اگر کوئی صورت ہو جائے پس تجھیز و تکفین قرار دے تھی ہو سکیگی

آپ نے جواب دیا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل سے خبر دی ہو جب تک کہ وہ وقت نہ آوے گا میں ہرگز
 پھر ڈرنا کس واسطے تھا اور اس قدر ذلیل و خوار ہو نیکی کیا وجہ آپ کو خوب معلوم تھا کہ میری
 خلافت میں مجھے عبدالرحمن بن ملجم شہید کر گیا میں دوسرے کے ہاتھ ہلاک نہ ہو گا پھر ہجرت
 نہ کرنا یا نہ لڑنا ساتھ خاصہ بنی ہاشم کے کیا سبب ہو اور بزرگوں کی عید کی ترک ہجرت کے آنا
 کیا باعث معذرت و روایت ابان شیبی مخالف تقیہ کے ہے کہ جب آدمیوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ
 عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی ابوبکر نے واسطے بلانے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ کو بھیجا عمر رضی اللہ عنہ نے بدر و ازہ امیر المؤمنین آکر کہا کہ ای ابو طالب کے بیٹے دروازہ
 کھولو حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تودہ لکڑی کا
 حیح کیا اور آگ لگائی جب دروازہ جل گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندرون گھر کے آئی حضرت
 خاتون جنت و ارحم الراحمین ہوتی ہوئی نکلیں اور امی باپ امی رسول کر کے چلائیں عمر نے تلوار
 پہلو مبارک کو رنج کیا اور درے سے پیٹھ آپ کی خستہ کی تب پھر پکاریں امی باپ امی رسول کر کے
 حضرت امیر اس وقت حجر سے نکلے اور عمر کی گردن پکڑ کے خوب ہلائی اور ناک کان اسکے
 سے اور گریبان عمر کا پکڑ کے کھینچا انتی میں کہتا ہوں اس مقام تقیہ باقی نہ رہا اور اگر حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے بعد از خروانی بصرہ تنگ کیا تو پھر حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ نے کچھ چارہ جوئی کی حیثیت یہاں تک پہنچی مذہب سنت و جماعت نے
 روافض سے الگ ہو نیکیوں نام تقیہ بنام اگر رکھا ہو اور اسکو رخصت و غنیمت پر تقسیم کیا
 یعنی جب کوئی مخالف کسی کو تنگ کرے واسطے دفع ہرج و مرج جان و مال و آبرو کے اس وقت
 و نکی الطاعت کرنی روا ہو اور اگر نہ الطاعت کرے و قتل ہو جائے شہید ہو گیا مگر ہمیشہ
 رہ نہیں سکتا ہو اگر دوام اوسی حالت اگر وہ اپنے کو تابع دشمن کر گیا بیشک بزرگوں کی عید
 ایہ ترک ہجرت کہ دوزخ اوسکی جائے قرار ہو آجائے اللہم! حفظنا من کل ابلت

قال الله تعالى يحيى الله ما يشاء ويثبت وعنده أم الكتاب یعنی فرمایا اے خداوند
 مٹاتا ہے خدا جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے جو چاہتا ہے اور پاس اوسکے اصل کتاب ہوا اس آیت سے
 روافض بد کو جناب باری سے جائز رکھتے ہیں اور معنی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کام کو نہ کرے
 ارادہ کرے اور پھر مصیحت نہ کرے نہ کیا اوسکو اب ظاہر ہو جائے کہ قبل اسکے معلوم نہ تھا جیسا خداوند
 نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو واسطے قربانی حضرت اسمعیل عم کے ارشاد فرمایا پھر اوسمین
 مذکور اوکلی عوض کی نہ قربانی کرینکا حکم دیا علی ہذا القیاس بہت ایسا جناب باری سے ہوتا ہے
 اور اس بد کو ثابت کرنے سے روافض کو یہ فائدہ ہو کہ خداوند تعالیٰ مہاجرین انصار کی قرآن مجید
 جو ستائش کی ہو سو وہی اوسوقت اچھے تھے لیکن بعد انتقال آنحضرت صلعم وہی دین بسبب
 غصب خلافت و باغ فک و تحریف قرآن غیر محصیت سے قابل اوس ستائش کے نہ ہے ہن جواب
 کہتا ہوں کہ اس بد کے ثابت کرنے سے نادانی خداے تعالیٰ شانہ کی ظاہر ہوتی ہے اور وہ اس سے
 بری ہے اور قصہ حضرت اسمعیل عم کا بد پر شاہد ہو نہیں سکتا ہو کیونکہ حضرت ابراہیم عم سے حکم کے
 بجالانے میں کچھ کوتاہی نہی پس وقت عاجزی کے بدل کو قائم مقام اصل کے کیا گیا اور سنت و جماعت
 اسکو نسخ کہتے ہیں کہ جب بنا و اوس کام کو بجانہ لا سکے خداوند تعالیٰ اوسکے عوض و بدل حکم فرماتا ہے
 نہ کہ جناب باری غرامہ کو قبل اوسکے معلوم نہ تھا بلکہ اپنے بند کا قدرت و عجز کو ملاحظہ کرتا ہے اور
 کمال پروردگاری اپنا دیکھتا ہے کہ امی بندے توجب حکم بجا لاسکا میں نے تیری عاجزی سے
 اوسکو بدل یا چنانچہ ہیود نسخ کو بد گہ کے انکار کرتے ہیں کہ نسخ میں جہالت الہی لازم
 آتی ہے اور سنت و جماعت انکے رد میں قصہ مذکورہ بیان کرتے ہیں اور یہ افعال عباد کا
 نسخ ہونا وہی نہ کہ صفات خود حضرت باری غرامہ نسخ ہو سکتا ہے جیسا خدا کبھی قادر تھا اور
 اب ناتوان ہو گیا نعوذ باللہ منہ و لیسے ہی ستائش کرنی خداے تعالیٰ کی بحق مہاجرین و
 انصار قابل نسخ و تبدیل کے نہیں ہے یہ البتہ ہم آدمیوں کا کام ہے کہ کسیکی ظاہر میں
 تعریف و توصیف کر سکتے ہیں لیکن باطن سے اوسکے آگاہ نہیں ہیں کہ بعد صفت کرنے کے

اوس سے افعال بد صادر ہونے تک تعالیٰ اللہ علو اکبر اور روافض واسطے ثبوت ہدائے
کبھی احکام منسوخہ قرآنی دلیل لاتے ہیں اور کہتے کہ اگر وہاں میں جبل جناب باری غرہ اسمہ لازم ہو
تو نسخ میں بھی لازم آوے گا حالانکہ نسخ دونوں فرقہ میں جائز ہیں کہتا ہوں نسخ افعال العباد کو
وقت عاجز ہونے کے نہ کہ خداوند تعالیٰ کو مصلحت معلوم نہ تھی اب معلوم ہوئی اور یہ عقیدہ
اہل اسلام کا نہیں ہے یہاں اگر کوئی کہے کہ خداوند تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ خوب جانتا تھا کہ بندہ
اوس فعل کے بجا لانے پر قلعہ نہ ہو گا پھر اوسکو تکلیف بالایطاق دینا اور وقت عاجز ہونے اس
حکم کو تبدیل یا تغیر کرنا محض عجب ہی نہیں کہتا ہوں یہ خداوند تعالیٰ کی کمال ربوبیت کی
دلیل ہے اور بندے کا نام مکلف ہے اگر اوسکو کیا رگی حکم ایک ہی کرتا تو وہ احسان اللہ شانہ
خبردار نہ ہوتا جیسا شب معراج میں پاس وقت نماز پڑھنے کا اشارہ ہوا باز پانچ وقت پر
ٹھہر اعلیٰ ہذا دوسرے حکم اگر اوسکو اس حکم سے خبر نہ ہوتی تو وہ صرف بیگانہ کو حکم ابتدائی سمجھتا
تھا نہ ہوتا لیس وقت کا کب بانتا ایسا ہی دوسرے حکم ہے اور کسی شخص کی توصیف کرنی اور
اوس کے افعال سے جو آئندہ سرزد ہو گا آگاہ رہنا البتہ موجب تقیہ کا ہے کہ خوف نہ بتایا جا
پس ثبوت ہدائیں خداوند تعالیٰ پر سوائے جبل کے تقیہ بھی واجب کرنا پڑا معاذ اللہ من
ذالک اور بعض روافض ثبوت ہدائیں حکایت نقل کرتے ہیں حضرات ائمہ اہل بیت
رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایک پرندہ درخت پر اذیتا اور سچا و ٹھٹھا تھا اور کئی شکاری
ہمیشہ اوسکا بچہ پکڑ لیتا اوس پرندے نے درگاہ الہی میں فریاد کی اوسکو الہام ہوا کہ اب
جب شکاری درخت پر چڑھیں گے کام اوسکا تمام کر دوں گا قصہ شکاری نے حسب معمول قصد
درخت پر چڑھنے کا کیا کسی سائل نے اوس سے سوال کیا اوس نے اپنے کھانے کی روٹی جو اوس کے
پاس موجود تھی دیدی خداوند تعالیٰ نے اوسکو ہلاکت سے نجات دی اور یہ دلیل ثبوت ہدائیں
کہ خداوند تعالیٰ کو الہام کے وقت یہ مصلحت مصلحت معلوم نہ تھی میں کہتا ہوں اس قسم کی
حکایت سنت و جماعت میں بھی مروی ہے اور مضمون حدیث الصدوق رحمہ اللہ میں

صدقہ بلا کور و کتاب اور حدیث کا لایق القضاء کا الدعاء یعنی نہیں روک دیتی ہو حکم الہی کو
مگر دعا اور اسی معنی میں ہمارے حضرات مشائخ نقشبندیہ و مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم رضی کا
سلب مرض کیا کرتے ہیں اور حضرات مشائخ قادریہ و چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم سے اس قسم کے بہت
تصرفات مروی ہیں اور اصل اسکی یہ ہے کہ قضاء مبرم و قضاء موقت دو قسم ہے یہ قضاء مبرم
کسی طرح مل نہیں سکتی لیکن قضاء موقت البتہ صدقہ و دعا سے ملتی ہے اور حضرات مشائخ
عظام یا اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کشف سے اس تقدیر کو دریافت کر لیتے ہیں اگر موقت سمجھتے
تو دعا کرتے یا صدقہ دینے کی اجازت دیتے و اگر مبرم دیکھیں تو سکوت کرتے ہیں الغرض فعل
عباد یا تصرفات کو انکے باعث بذاتہ حسنائیت سفاہت و بلاوت ہو جیسے ایک چوہنی
اندھے پر سوار ہو کے سارے عالم کی سیر کرنا بتا دے ویسا ہی علم جناب باری کے سامنے علم
عباد حقیقہ و ناجیز ہے اور آدمی اپنے طور پر خداوند تعالیٰ کو اگر سمجھے تو اس سے بڑھ کے اور کوئی
بیوقوف نہیں کیونکہ ممکن ہو ہم آدمی خواہ نبی یا ولی یا عام مومنین ہوں اپنی مصلحت سے
بدون جتانے اللہ تعالیٰ شانہ کے واقف نہیں ہوتے اور اس پر انبیاء کا امتحان شامد ہے اور اوپر
خداوند تعالیٰ کو اپنی طرح جاننا اندھے کا کام ہے خدا بچاؤ مجھے اور میرے دوستوں کو

فصل

قال اللہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم
تطہیرا یعنی سر یا اللہ تعالیٰ نے ہر آئینہ اللہ تعالیٰ ارادہ کیا ہے کہ دفع کرے تم سے پلیدی کو
ای اہل بیت نبوی اور پاک کرے تم کو پاک کرنا شان نزول میں اس آیت کریمہ کے درمیان
روافض و خواجہ کے بڑی لطائف ہیں جو مولج کہتے ہیں کہ خاصا یہ شریعہ اوپر از واج طہرات
انحضرت صلعم کے نازل ہوئی دوسرے کوئی شامل نہیں ہو خواہ وہ بیٹی ہو یا نواسہ یا داماد وغیرہ
چنانچہ اگر کوئی شخص وقت یا وصیت کرے اور اوستہین نام اہل بیت لکھے تو صرف بیٹی
و نبیرہ داخل رہتا ہے موافق محاورہ عرب کے اور دوسرے وارث مثل ازواج و عصباء وغیرہ

کوئی نہیں شامل ہوتا ہو لیکن شامل ہونا ازواج مطہرات آنحضرت صلعم کا اس آیت میں بچند وجوہ
ہو اولاً وہی آنحضرت صلعم کے نکاح میں دائم و قائم تھیں اور حرمت نکاح کی اونکی امت کو بظہار
امہات المؤمنین حکم صریح ہو اور روانگی عبارت آیت مجیدہ اوسہ پر دلیل صاف ہو کیونکہ وہی آنحضرت
صلعم کو واسطے نفقہ کے مثل زنانہ کے تنگ طلبی کرتی تھیں اس واسطے خداوند تعالیٰ نے اونکو
نصیحت فرمائی کہ اموی زمانہ پیغمبر تا آخر آیت اور ازواج مطہرات کو جو فضیلت حاصل تھی دوسرے کو
وہ حاصل نہو گی کیونکہ اگر کوئی فقیر کی بیٹی ہو اور کسی شاہ کی بیوی بنے تو خواہ مخواہ بیگم کہلاوے
اور بر خلاف اسکے اگر شاہ کی بیٹی انقلاب مانے سے کسی غیر شاہ کی جو رہو جو جائے تو ہرگز بیگم
نہ کہلاوے اور حیات آنحضرت صلعم یقینی ہو بلکہ آپ مع ازواج مطہرات کے عالم بالا میں سبقت
بالفعل کہتے ہیں خصوصاً آپ ملتے ہیں ہر شہتہ پدیری و خسرہ قیامت میں باقی نہ ہوگا اگر
رشتہ پدیری و خسرہ میرا اگر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بعد وفات حضرت علی کرم اللہ وجہہ
بجیات ہوں تو نکاح ثانی آپکا دوسرے کے ساتھ ہوتا جیسا کہ دربنات آنحضرت صلعم کا نکاح
ثانی ہوا اور بھی نو اسی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کا بعد انتقال حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نکاح ثانی ہوا پس آیت تطہیر خاص ازواج مطہرات کی شان میں ہو و افضل کہتے ہیں کہ آیت تطہیر
خاص شان میں پنجتن پاک کی ہر چنانچہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ولایت
کی ہو کہ آنحضرت صلعم ایک روز سیاہ کملی اوڑھے بیٹھے تھے اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
تشریف لائیں پھر آپ نے اونکو کملی کے اندر کر لیا اور حسین علیہما السلام آئے اونکو بھی
کملی کے اندر کر لیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے اونکو بھی کملی کے اندر کر لیا اور فرمایا کہ باریا
یہ اہلبیت ہمارے ہیں انہیں پسیدہ کیودفع کر اور میں نے کہا یا رسول اللہ میں اہلبیت نہیں ہوں
آپ نے جواب دیا تو اچھی ہو دوسری روایت میں انہیں کہہ دینے چاہا کہ اپنا سر کملی کے اندر کر
آپ نے فرمایا کہ تو اپنی جگہ پر رہ علاوہ اسکے متفق فریقین ہو کہ آنحضرت صلعم جب اسطے
ادائے نماز بعد از ان مسجد کو تشریف لیجاتے ہمیشہ آیت مسطورہ کو دروازے پر حضرت فاطمہ زہرا

رضی اللہ عنہا پڑھ کر چھڑے اور خواجہ جواز واج مطہرات کی فضیلت بیان کرتے ہیں سوہرگزی قبول نہیں کرتے کہ وہ زبانا یہی چار تن آل عبا کو ساتھ لیکر گئے ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی علیہ وسلم کی جگر پارہ تھیں اور باعث نہ آنے حیض و نفاس کے ساری دنیا کی عورتوں کے سے فضیلت رکھتی تھیں چونکہ آنحضرت کو معلوم تھا کہ سیدۃ النساء بعد انتہا میرے کئے کیجئے چہ نہیں ایک بی جوار رحمت میں ملیں گی وگرنہ ضرور آپ کو بھی ہرمت کھاج دوام کا حکم فرماتے اگر حضرت علی کرم وجہہ کا کھاج دائم و قائم نہ ہوتا تو حضرت زہرا کو وہ کس طرح بعد وفات غسل دے سکتے اور اگر آیۃ تطہیر شان میں ازواج مطہرات کے ہوتی تو ضمیر مذکور اوسین آتی پس ہرگز شان میں اونکی ہونہیں سکتی ہر سنت جماعت کہ درمیانی راہ پر ہیں اور اس گھٹائے و بڑھانے سے اپنے کو باز رکھتے کہتے ہیں کہ شک نہیں کہ آیۃ تطہیر شان میں ازواج مطہرات کے نازل ہوئی ہو اور بحمدیث حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا چار تن آل عبا کو شامل ہو اور روافض جو ضمیر تذکیر سے ازواج مطہرات کو خارج کرتے ہیں حضرت زہرا کی شان پر ضمیر تانیث چاہیے یا تذکیر اگر کہیں کیجئے ہوتے وہاں ہی کو نگاہ ازواج مطہرات کے ساتھ آنحضرت صلی علیہ وسلم تھے پھر تغلیب کیوں ہوگی خصوصاً سورہ ہود میں بخطاب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اللہ جل شانہ اعظم پرانے باعث حضرت ابراہیم علیہ السلام تغلیب ضمیر تذکیر ساتھ ضمیر تانیث کے جمع فرمائی اَلتَّحِيْنِيْنَ مِنْ اٰمِرِ اللّٰهِ رَاحِمَةً اللّٰهِ وَاَبْرَکَانَ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّہٗ حَمِیدٌ فَحَیِّدٌ یعنی کیا تعجب کرتے ہو حکم سے خدا کے امی خاندان نبی رحمت خدا کی تم پر اور برکت ہر آئینہ خداوند تعالیٰ ستودہ و پاک کر حالانکہ سوائے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے دوسری کوئی بیٹی و داماد و نواسہ بان نہ تھا البتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے ایسے ہی آنحضرت صلی علیہ وسلم بشمول ازواج مطہرات کے تھے اور عبارت سابقہ اسی پر دلالت کرتی ہو والا اگر نشان خیمتین پاک روافض کے نازل ہوتی تو آنحضرت صلی علیہ وسلم فرماتے نہ یا اللہ تعالیٰ یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں کیونکہ یہ بات ہر ایک کے سزاوار ہو کہ کوئی نسخی اور سکی اولاد کو عطائے خلعت دینا چاہیے اور وہ کہ سکتا ہے کہ ایسا دانا

لوگ میرے خاندانی ہین انکو متوجیہ شان نبی کریم صلعم کی اس سے بہت اعلیٰ ہو علاوہ اسکے
اسنا حصہ بدالالت کرتا ہو اور مفہوم اوسکا سابق کسی امر کو چاہتا ہو جیسے ازواج مطہرات
ذات بابرکات نے آنحضرت صلعم کو طلب نفقہ وغیرہ سے تنگ کیا تھا جس سے مانند زبان
دنیا کے ایک حرص پائی جاتی ہو یہ آئینہ چہارتن آل عبا کو کوئی بات اس قسم کی آنحضرت صلعم سے
پیش آئی مگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا کہنا کہ یا رسول اللہ میں اہل بیت آپ کی بیوی ہوں یا
ارادہ داخل ہونا اندر کلمی کے ہو سکتا ہو کیونکہ جب قدر علما آنحضرت صلعم کو فہم آیت قرآنی میں آئے ہو
حاصل نہیں تھا اور انھوں نے قصد داخل ہونیکا وسیلہ کیا اور آنحضرت صلعم اونکو بسبب
داخل رہنے آئیہ کر یہ کہ تم اچھی یا تم اپنی جگہ پر نہ رہنا خواج جو صرف ازواج مطہرات کو
داخل آئیہ تعلیم کہتے ہین اور حدیث حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کہ ان جگہ دیونیکے کذب
ووضع کو دخل نہیں ہو تو تاویل کی گنجائش نہیں ناچار چہارتن آل عبا کو شامل اہلبیت نبوی بحکایت دعائی
ازواج مطہرات کو داخل آئیہ قرآنی سمجھنا چاہیے اللہم صل علی سیدنا محمد وازواجہ اہلبیتہ وجمعہم

سوال

روافض حضرات ازواج مطہرات و اصحاب کبار خصوصاً اہمات المؤمنین عایشہ و حفصہ رضی اللہ
عنہما کو اور حضرات شیخین ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو کافر و فاسق کہتے ہین اور
سنت و جماعت کو فاسق و مخالف و منافق بتاتے اور خوارج حضرت علی و فاطمہ و حسن
و حسین و امیر رضی اللہ عنہم کو کافر کہتے و بسبب مدح و مناقب یکے سنت و جماعت کو کافر
کہتے ہین اگر سنت و جماعت ان دونوں فرقے کو کافر کہیں تو عقائد سے سنت و جماعت کے
دلیل لاتے ہین کہ سنی کسی اہل قبلہ کو کافر کہ نہیں سکتے آیا کوئی دلیل ان دونوں فرقے کو
کافر کہنی کی ہو یا نہیں اور معنی کافر نہ کہنے کے کیا ہین اور جو حدیث بشان حضرت علی رضی اللہ
وہبہ کے وارد ہو کہ ای علی تھلک ساتھ لڑائی میرے ساتھ لڑائی ہو کیا معنی رکھتی ہو اور حدیث
خاندان سیدہ مانند کشتی حضرت نوح عم کی ہو کیا ارشاد کر رہی ہو بیان کیجیے

جواب

معنی کسی اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے کے یہ ہیں کہ سنت و جماعت مانند اہل بدعات کے ہر مرتکب کبیرہ کو کافر نہیں کہتے۔ بسیار و افض و خواج کی عادت ہو اور سائل اپنے سوال میں اسکی تصریح نہ کرتا اگر حیا ناگہ کسی سے کوئی بات یا کام کافر کا صادر ہو جائے تو اسکو سمجھاتے ہیں کہ ایسا کہنے سے یا کرنے سے مومن کافر ہو جاتا ہے نعوذ باللہ منہ اور مفہوم حدیث شریف امی علیؓ تھا کہ ساتھ لڑائی میرے ساتھ لڑائی مجاہد ہی ایسا ہی مضمون حدیث شریف خاندان میرا مانند کشتی نوح عم کے ہے یہاں ہر پیر کوئی شخص اپنے کو کافر کہے یا کام کفر کا اختیار کرے اسکو سنت بلامناہل کافر کہتے ہیں اور متفق تمام اہل اسلام کا یہ کہ گالی دینے والا حضرت انبیاء عم کا مذہب کا عمر ہے کیونکہ حضرات انبیاء عم سے ایسا کوئی کام صادر نہیں ہوا ہے جس سے اوں کو برا کہا جائے تو خود برا کہنے والا کافر ہوتا ہے جیسے آئینہ پر کوئی تلوار کھینچے خود اپنے پر کھینچتا ہے حضرات ازواج مطہرات و اہلبیت طاہرات و صحابہ کبار اگرچہ مثل حضرات انبیاء معصوم نہیں ہیں مگر ہمہ تن عصمت وہ بھی محفوظ ہیں اوں کو بد کہنے والا خود اوس ہی بدی میں ماخوذ ہو گا جیسا بیان کیا گیا علاوہ بران آیہ قرآنی لیغیظ بہم الکفار یعنی بغض و نساء کام کافر و نکاہی و دالالت صریح کرتی ہے و فحوائے حدیث شریف حب ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ایمان ہے اور بغض و نکاہی صریح ہے اور بھی حدیث اصحاب میرے مانند ستارے کے ہیں جنکو پیشوا کرو گے تم البتہ ہدایت پاؤ گے مشہور و متواتر ہے اور حدیث اہلبیت میری مانند کشتی نوح عم کے ہے متفق علیہ جہور اور اگر و افض و خواج کہیں کہ ہم بعض کوانتے ہیں میں کہو نکاہ کشتی چلانا دریا میں بد و ن ستارہ شناسی مشکل ہے اور کشتی میں بیٹھنا اور اسکو چھوڑنا کب خوفان سے نجات دیتی ہے سوائے غرق ہونے کے اور کیا چارہ ہیست حسب ایشان دلیل صدق و وفاق + بغض ایشان دلیل کفر و ففاق + اور اگر و افض و خواج صرف سنت و جماعت کو کافر کہیں تو اوں کو ویسا کہنا جائز ہے کیونکہ خبر لڑائی

برائی ہو اور اگر صبر کریں کچھ کہیں گو ثواب ہو فرمایا آنحضرت صلعم نے جو قائم رہے میری سنت پر وقت بگڑنے میری امت کے اوسکو ثواب تنوشہ سید کا ہو کیونکہ شہید کیا بار جنگ گاہ میں قتل ہوتا ہو اور یہ شخص ہمیشہ طعن تشنیع سے بار بار قتل ہوتا ہو

سوال

روافض و خوارج حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُنکے بیٹے یزید پر لعن کرتے ہیں اور بعض محدثین جنگ حضرت معاویہ ہاتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطائے اجتہادی لکھتے ہیں اور بعض متکلمین یزید پر لعن کرتے ہیں اور بعضوں نے سکوت اختیار کیا باعث اس اختلاف کیا ہو اور معتدل کون راہ چلے آیا معاویہ اور بیٹے پر اُنکے لعن کر کے یا چپ کر

جواب

سنت و جماعت ایسے بدعات مانند روافض و خوارج کے نہیں کہنے کہ ہر گناہگار کو لعن کرین کیونکہ اُنکے یہاں مرتکب کبیرہ کی توہیہ قبول ہو اور توبہ کرنے والا بگینا ہو اور مومن پر لعن حرام ہو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لڑائی کرنے والا اُنکے یہاں کافر نہیں ہوتا اور نہ مخالف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فاسق و گدہ حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما جو جنگ جمل میں شہید ہوئے ہیں بد نہیں کہہ سکتے اور نہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بڑا اعلیٰ الخصوص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے اور حدیث جب ذکر کرو تم میرے اصحاب کا توخیر سے یاد رکھنے کی بات ہو ہر چند باغی ہونا اور کلام امام بحق حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے مرتکب کبیرہ کہا جاتا ہو اور حکم اوسکا توبہ ہو اور جب حضرت امام حسن مٹھی اللہ عنہ نے اپنی خلع بیعت کی اور اُنکے ہاتھ پر بیعت کی وہ امام بحق ہوئے اور خلافت اُنکی خلافت عادلہ منظمہ ہو باقی رہا اور نکاح بیانیہ و نہ صحابی ہو اور نہ خلافت اوسکی خلافت عادلہ بلکہ خلافت جائزہ غیر منظمہ ہو مانند ملوک اسلام کے اگرچہ باغی صحابی نہ ہونے کے وہ تحت میں رضی اللہ عنہ کے داخل نہیں ہو لیکن تحقیق یہاں

بھی نہیں ہو کیا معلوم کہ اس سے توبہ کی ہوا و سوقت لعن کرنے والے پر لعن عود کر چکی ہو
 امام حجت الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ چپ ہے اور علامہ سعد الدین تفتازانی ہے
 اوپر لعن کی باعث اس اختلاف کا یہ ہو کہ سکوت میں خطر نہیں اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
 شہید کر بلا کے قتل سے راضی ہونا اور بعد قتل خوش رہنا دلیل لعن اوپر نزدیک ہو
 تو حضرت محمد بن لبیک رضی اللہ عنہما سے استقدر باب قتل ناحق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
 عنہ کو کتمان خون و نام قاتل ثابت ہو جو بنائے لڑائی جبل و صغیر بنی اور نہ راون مخلوق
 ہلاک ہوئی علامہ ہمدون یعنی حضرت شہید کر بلا و خلیفہ ثالث کو وزن کرتے سب
 بحق نزدیک ہو فرماتے سو بجا ہی پس اس مسئلہ میں اوکی تقلید کرنے کی ضرورت نہیں ہو کیونکہ
 رفتہ رفتہ عادت و روافض کی ہو جاتی ہو کہ ہر تکب کبیرہ کو لعن کرنے لگیں اور بادشاہ
 دنیا کو کوئی بدی سے کم یاد کرتا ہی البتہ دین بادشاہت او سکے سلطان خدا اللہ بلکہ کہتے
 اور بیعت او سکے کوئی بھلائی یا بُرائی سے یاد نہیں کرتے اگر ظالم بادشاہوں کو لعن کرنا
 موجب ثواب کا ہوتا تو زید و مروان و حجاج و ہشام و ولید و عبد الملک کنگیر خان
 ہلاک ہو پر لعن کرنے سے تودہ نیکی حاصل ہوتا اگر کسی نے ظلم کیا عنہ اللہ مظلوم او سے وعدہ
 لیو گیکانہ کہ پادشاہ و سکی لعن و طعن سے ہوگی اور مظلوم کو کچھ فائدہ اس طرح ہوگا
 اگر ابو جہل و ابولہب شیطان کو بھی لعن کوئی نہ کرے تو او سا خوف نہیں ہو اور اگر کرے
 او سکی بھی پروا نہیں ہو کیونکہ لعن اوکی دلیل طعن سے ثابت ہو چکی ہو خدا برا علم والا ہی

فصل

قال رسول الله صلعم اتي تلمذ فيكم الثقلين ما ان تمسكتما بهما التفتوا
 من بعدي احدهما اعظم من الاخر كتاب الله وعترتي اهل بيتي ولن يفرقا
 حتى يروا اهل الكهف يعني فرما یا رسول خدا صلعم میں چھوڑ جانا ہوں تم میرے طریق
 اگر تم چنگل رواں دونوں میں تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے مجھے میرے اور ایک دن دونوں کا ملنا ہی

دوسرے (کتاب خدا کی) خاندانی قرابت داری سے اگر وہ دونوں کبھی جدا نہ ہو گئے جسے اگر ملینگے اوپر جوش کوثر کے) مضمون سے اس حدیث شریف کے روافض کہتے ہیں کہ ہم چکال پاتے ہیں اور سنت و جماعت کہتے ہیں کہ ہم اس مقام پر چند مسئلہ فروعی اختلاف درمیان شیعہ و سنی لگے ہیں لکھتے ہیں تا منصف مزاج خوب سمجھ جائینگے کہ کون فرقہ غلط فرمان حضرت رسول انس و جان صلعم کر رہا ہو پہلا مسئلہ وضو میں بجائے پیر دھونے کے مسح کرنا حالانکہ خداوند تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں فرمایا ای ایماندار جو جب تم ارادہ نماز کرو اور بے وضو ہو پھر دھو اپنے مونہوں کو اور ہاتھوں کو کہ منیوں تک اور مسح سر کرو اور پیر ٹخنوں تک روافض نے اس سے پیر کو عطف اور پیر کے کیا کیونکہ قریب ہی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو شاکر و حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہیں اور سب مفسرین سے بڑے اونکی تفسیر میں ایک بات ازراہ استعجاب دیکھ کر مسح پیر اختیار کیا اور وہ یہ کہ میں نہیں پاتا ہوں کتاب اللہ میں مگر مسح کو آدمی پیر دھوتے ہیں اور خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پیر دھونا اور مسح کرنا دونوں روایت صحیح ہیں ایسا ہی اور ایضاً اہلبیت رضی اللہ عنہ سے روافض اسکو کبھی تقیہ پر گمان کرتے ہیں اور کبھی پیر ٹخنوں کا کرنا اولیٰ سنت و جماعت کہتے ہیں کہ یہ آیت سورہ مائدہ کی ہو اور مائدہ باعتبار نزول آخر قرآن مجید و فرقان حمید ہو آنحضرت صلعم مدت پیغمبری میں برس و پنجگانہ نماز کے خود وضو فرماتے اور سارے آدمی کو بتلاتے پھر بزرگان دین کو مجال پوشیدہ کرنے امر حق کی گمان تھی جو وہی بجائے مسح پیر کے دھونا اختیار کر سکین اور یہی آیت اگر دلیل فرضیت وضو کی ہو تو اتنی مدت آدمی بے وضو نماز ادا نہیں کرتے تھے پس یہ آیت اوپر نہایت مطلقہ تیمم وضو و غسل کے لیے نازل ہوئی ہو اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو شاکر و حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پیر دھوتے دیکھا ہو اسوقت آپ کو کسی سے تقیہ نہ تھا اور نہ ٹخنوں کا کرنا بلکہ بیت مزہ پیر میں آپ کے رہتا تو مسح کرتے اور جب خالی پیر ہوتا تو دھوتے روافض ہونہ پیر کو کہ نیکو و حرام جانتے ہیں اور محققین سنت و جماعت کے نزدیک یہ آیت فرضیت وضو کو

ما قبل سے جو معمول ہو کہ یہ کیونکہ قاریانِ قدیم قرآن کی مخالف طور پر ہر جیسو اس عبارت
 اردو میں لانا محض بے سود ہی علاوہ اسکے آئیہ کریمہ سے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر ہونا تا
 نہیں ہونا کیونکہ جب جمع بمقابلہ جمع ہو ہر فرد کو ایک ایک حاصل ہوتا ہی ہر صورت تابع حدیث
 شریف نبوی کا ہونا چاہیے اور اجماع امت کو ماننا اور قول سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
 کہ اگر قائم ہوتا دین عقل سے تو ہر اینہ مسح سوزہ نیچے پانوں کے ہونا اور دونا دونوں تون سے
 کون خلاف قرآن کر ہا ہر جاننا اور مسلک احتیاط کو چلنا دوسرے مسئلہ وطی فی دبر النساء ہر روز
 بہت شدہ سے آئیہ قرآنی سے ثابت کیا کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے بند کو فرمایا کہ عورت تمہارا
 کھیت ہو اور تم اپنے کھیت کو جس طرح چاہو اور قوم حضرت لوط عم نے جب خواہش لوط کی حضرت
 لوط عم کے مہانوں سے کی آپ نے ارشاد بجانب عورتوں کے کیا اور قوم مذکور سوائے دبر کے
 قبل کو پسند نہیں کرتے اللہ جل شانہ و اعظم برہانہ نے اس قصہ کو بلا انکار اپنے کلام قدیم میں
 ذکر فرمایا اور جو حکایت اگلی امت کی بلا انکار قرآن مجید میں مذکور ہوئی سوا اہل اسلام کے لیے
 حجت ہو اور اگر کوئی شخص کسی مکان کا مالک ہو تو اس کو جو جان جی چاہے رہنا درست ہر
 سنت و جماعت اس آیت کے معنی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ عورت تمہارا کھیت ہو اور تم
 اپنے کھیت میں جس طرح سے چاہو یعنی کھڑے اور بیٹھے و سوتے اور اٹھتے طور پر جیسے حیوان
 بیٹھنے کی طرف گشتی کرتا ہے چونکہ عادت عرب کی بیٹھنے کی طرف وطی کرنے کی خواہش طبیعت
 رکھتے تھے اور قوم یہور کہتے کہ بیٹھنے کی طرف سے مجامعت کرے اوسکا لڑکا احوال چشم
 پیدا ہو گا حضرت حکیم علی الاطلاق نے یہود کے زعم کو باطل کیا اور کہا کہ اگر تم اپنے کھیت کو
 جس طرح چاہو اور قصہ قوم حضرت لوط عم کو بلا انکار جو کہتے ہیں سو محض غلط فہمی ہے وہ قصہ
 خاص محل انکار میں واقع ہوا ہے کیونکہ اوس قوم سے قریب تھا کہ قطع نسل ہو جائے اس واسطے
 ارشاد بہ مباشرت زنان ہوا علاوہ اسکے دبر کھیت نہیں ہے کیونکہ نقطہ رحم میں قرار پاتا ہے اور دبر
 رحم میں کوئی راہ نہیں ہے البتہ نرج سے رحم میں راہ ہے اور سوائے قرآن حدیث و اعلیٰ است

قیاس مجتہد قبح عقلی کو غور کر رہا ہے کہ اہل اپنی کتاب میں لکھتے ہیں جو کوئی اپنی جو رو سے ہزارہ
دبر دخول کہے تو ضرور اوسکا بیٹا لوطی بنے گا اب کیسے خلاف ثقلین کون راہ چاہا اور غرض
جو نعمت اوپر سنت و جماعت کے کرتے ہیں کہ قدمائے سنی اس کار کی حلت کے قائل اور اس
فعل کے فاعل تھے حاشا ثم حاشا شک نہیں کہ بعض عوام اور اٹا اوسکو سمجھتے ہیں جیسے قوم
انصار مجروح و غیبوت حشفہ سے غسل فرض نہیں جانتی اور قید انزال لگاتی اور بعض متاخر
ماہ مبارک رمضان میں سیاہ و سفید تاگاساق میں باندھ کر وقت تفریق تک ہر دو لون
رشتہ کے سمجھ رکھتے یہ معنی قائل ہونے کے نہیں ہیں اور فاعل ہونے کی صورت یہ ہے کہ خود ع
مثل چار یا پست کی طرف سے وطی کرنا فرج میں بڑی رغبت کرتے تھے جیسے بعض اقوام
وطی معکوسی کو بہت پسند کئے اور سبب فرحت سمجھتے ویسا ہی عرب بالاطیع زمان فرہ و
گندہ کو پسند کرتے ہیں اور اہل ہندوستان پتلی و نازک کو اور ہر مکان کے اپنی عادت سے
مجبور ہیں کہ العادۃ ہی الطبیعة الخامسة یعنی عادات انسان کی پانچویں طبیعت ہے
اوسکا چھوڑنا دشوار ہو سوا اگر حکم شرع سے مطابقت ہو تو خوب ہی چنانچہ شان نزول میں آیا
کہ میرے جو حوالت الباسرۃ رحلی یعنی پھیر میں نے اپنے اسباب کو گذری رات اسی سے
کنایہ ہے کہ وہ وطی دیر سے اشارہ ہے اور جو ہلکت و اہلکت یعنی ہلاک ہوا میں اور
ہلاک کیا اور افض کو خوش ٹپا ہے اگر اوٹلی سمجھ پر وہ راہ چلے ہوتے تو حوالت الباسرۃ رحلی
نہ کہتے بلکہ غلط فی کالاتیان یعنی بھولامین دروازے سے آتے کہ کنایہ بتاتے اور
روافض خوب جانتے ہیں کہ وطی فی و برنسا میں بجانب پشت پھیرنا نہیں ہو تمسک
متعہ ہو جسکو روافض نکل ح سے حاصل جانتے ہیں اور ثواب موعود کہلے آئے قرآنی سے پس
تم برنجور داری لواون عورتوں سے دو اجرت اونکی جو خیر عید پر حلال سمجھتے اور حضرت عمار و
رضی اللہ عنہ پر نعمت باندھتے ہیں کہ از زبان خیر تو لمان یا نعمت صلح تا وقت حضرت صدیق
رسی اللہ عنہ متعہ حلال تھا خلیفہ دوم نے اپنی خلافت میں متعہ کو حرام کیا اور ناز و مزاج

بدعت محرمہ کو رواج دیا سنت و جماعت کہتے ہیں کہ ایک کرب اور تاکید مہور زمان کے نازل ہوئی کیونکہ اوپر ذکر نکاح ہو چکا ہے بعد اسکے تاکید مہور سنوار ہو اس مقام میں ایک رافضی و خارجی کا مباحثہ لکھتا ہوں کہ ایک خارجی نے کسی رافضی سے کہا کہ خداوند تعالیٰ قرآن مجید و وعدہ قسمی شیعہ کو جہنم میں داخل کرینکا کیا ہر شتم لہذا عن من کل شیعة ایہم اسفل علی الرحمن حدیثاً یعنی پھر سرگزینہ کھینچ لیجاٹینگے ہم ہر شیعہ کو جہنم میں کون اس میں خدا پر کیش تھا رافضی نے کہا کہ لفظ شتم واسطے تعقیب آتا ہے جسکا آگے کچھ مضمون گذرا ہے اور مراد اس سے گروہ ہے خارجی نے جواب دیا کہ میں تعقیب نہیں جانتا اور علم غنی و بیان پڑھانہیں تم بھی بنام میرے مذمت کوئی آیت قرآنی سے اس طرح ثابت کرو اگر وافض بغض کہیں ہم بھی فاتعقیب نہیں سمجھتے تو کیا چارہ اونس کے کان میں حضرت ایہ اہلبیت رضی اللہ عنہم کا اقوال ٹٹانے چاہیے کہ وہ کیا ارشاد کر رہے ہیں اور کتاب مسد جہراہ بڑی ہر سورہ مؤثر کیا ہدایت بتاتی ہے قیامہ تسلی الذین لغروہم حافظون الاعلیٰ ازواجہم آؤ منا ملکات ایمانہم یعنی جو لوگوں اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی جو رواداروں کی عورت متعہ کی ہوئی نہ جو رواداروں کی ہو کیونکہ احکام زوجیت طلاق و خلع و عدت وغیرہ کچھ اوپر نہیں ہے اور عورت حرہ لونڈی بھی نہیں ہے اور حضرت محمد بن حنفیہ اپنے والد ماجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ طی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المتعہ و الخواہم الاہلیۃ یعنی منع فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع اور گوشت گدھے خانگی سے اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما شروع میں منع کو مباح جانتے تھے جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اوکو نہایت زجر کیا کہ تم بڑے عیاش ہو اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے قول سے رجوع کی کسی نے اونکی اگلی بات پر بحث کی تھی کہ فتویٰ عبد اللہ بن عباس صلی اللہ علیہ وسلم پر جو بظنون اونکے پاس آئے اور قائل حرمت متعہ نے پوچھا کہ تمہارا فتویٰ لیکے قافلہ روانہ ہو گئے اور لوگوں نے اوپر شعر کہے کہا کیا فتویٰ کہا مدعی علت متعہ نے جب کوئی مسافرت کو

جائے اور وہاں حفاظت اسباب کے لیے یا اپنی عکسکاری کے واسطے ایک عورت نرم اندام پاکیزہ کو اپنی بیوی کر لے جو تے تا وقتیکہ قافلہ وہاں ہے کہا ابن عباسؓ نے قسم خدا کی میں نے ایسا فتویٰ ندیا ہر آئینہ یہ مثل مردہ اور خون مسفوح اور گوشت خوک کے ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود متعہ کو منع یا حرام نظر آیا بلکہ وہ ایسا ہے کہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنا ثابت ہی لیکن اب اگر کوئی کعبہ معظمہ سے رخ بدل کر پھر متوجہ طرف بیت المقدس ہوئے ہر آئینہ ملامت کیا جاتا ہے اور حضرت خلیفہ ثانی نے تمامی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے خبر حرمت متعہ دی تھی اور اگر خلافت ہوتا تو صحابہ کیوں سکوت اختیار کرتے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیونٹ بولتے اور ثابت ہے کہ جب حضرت فاروقؓ نے عورت حاملہ کو سنگسار کرنا چاہا حضرت امیر نے وضع حمل تک موقوف کیا جس میں ان امام عادل نے پتہ عدم نفسانیت سے کہا (لو کا علی طہاک عمر اگر نہ ہوتے علی تحقیق عمر ہلاک ہو جاتے) بسبب خطا کرنے حکم فیصل قضیہ کے قطع نظر اس سے خود حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں متعہ کیا نہیں اور نہ ایسا طبیعت رضی اللہ عنہم سے متعہ ثابت ہو آئے اول اسلام میں متعہ بحسب ضرورت مباح تھا اور جب آیہ قرآنی برخلافت اوسکے نازل ہوئی کہ سوائے جو روا اور لونڈی کے اور وجہ کی شہوت رانی حرام ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں بعض عیاش کو متعہ کرتے پایا اس واسطے بہ بانگ بلند خبر حرمت متعہ کی دی کیونکہ حکم شرع رخصت و غریت ہے جیسے قصر نماز مسافر کی سو جو کوئی حاضر میں بھی قصر کرتا ہے ہر آئینہ مرتکب حرام ہوتا ہے اور نماز قصر کی مسافرت میں حکم دائمی ہے بخلاف متعہ کے کہ وہ ساتھ گوشت گدھے کے مباح ہوا تھا پھر دونوں حرام ہوئے تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کل فرجہ سواہا حرام یعنی ہر شرمگاہ سوائے حید و لونڈی کے حرام ہے اور دلیل عقلی بھی حرمت متعہ کی مقتضی ہے کہ غالب انسان اپنی بیٹی وغیرہ محارم کو نکاح یا متعہ کر گیا کیونکہ ایک شخص مسافر نے متعہ کیا اور چند روز مقادیرت کر کے اپنے مکان چلا گیا اب دسکے

نقطہ سے جو دختر مثلاً آپ یا ہولی ثانیاً اپنے باپ بھائی وغیرہ کو نکاح و متعہ کر سکیلی سنت فقہاء
اشرف المخلوقات ہو کے خدمت چار پایہ اختیار کرے یہ ہو حال چنگل مارا کتابا لہ و خاندا
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باقی رہا سنت تراویح کو بدعت مجرمہ کہنا بڑی تعجب کی
بات ہی خود ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند روز بذات شریعت و نفس نفیس اس نماز کو ماہ مبارک
صیام میں ادا کیا بعد اوسکے آپ نے ترک کیا کہ امت پر فرض نہو جائے کیونکہ جو عبادت آپ
ہمیشہ کرتے وہ امت پر فرض یا واجب ہوتی اور معنی سنت کے یہ ہیں آپ کسی عبادت کو
کبھی کہیں اور چھوڑ دیوں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عبادت کو بڑی کوشش سے
قائم کیا کیونکہ اونکی عبادت دائمی فرض واجب ہونہیں سکتی پھر بدعت کیوں ہوگی نفس
علیکم بسنتی و سنتا خلفاء الراشدین یعنی لازم پکڑو تم میری سنت اور میرے
خلفائے راشدین کی سنت کو ولایت صحیح ہو قصہ مختصر حضرت امیر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں
رواج متعہ کیوں نہیا اور نماز تراویح سے آدمی کو باز کیوں نہ رکھا اگرچہ آدمی حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کے وقت سے جو گرام نماز تراویح کے ہو گئے تھے لیکن بوڑھا دھقان اٹری
بھٹے ہوئے کو وضو میں پیر دھونا نہایت شاق تھا خصوص جابر بن عبد اللہ بن جابر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ویل للحقاب یعنی روز قیامت میں اٹری کی خرابی ہو بطور عتاب
صادر ہی بجا و داع قبول کرتا اور مشقت سے بچتا اور متعہ جو پیرون کی خاصیت معجون
نزع و حیوانوں کو حلوائے لبوب سے کبیر کا ہو اور سنسنے سے خواہ مخواہ لحوظ لاتا ہو
اور طلاء وغیرہ ادویہ سے مستغنی کرتا ہو بیشک بشہ راضی ہوتے العتبہ و طی فی دبر زنان میں
اکثر تطہیف طبع کو رغبت نہوگا مگر امام بحق و معصوم مفتقر ضل لطاعت کیونکر تبلیغ احکام
ملاحظہ کریں گے کیا آپ کو درمیں خلافت بھی تفتیہ تھا احاشا و کلا آجے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا
بڑا احسان ماننا چاہیے کہ آدمی کو عبادت میں نغمت دلائی اور حرام کاری سے بچایا اور حضرت
امیر رضی اللہ عنہ نے ان کے موافق کیا اس واسطے آپ کے ملفوظات کتاب

نہج البلاغت میں شیخین کو بلاغ و ہما اما مان عاد لان فرمایا ابیات

بعد از نبی خلیفہ عہد دہلی	بوکر و عمر شناس و عثمان سے
این بکشتہ بجان شنو اگر اہل دے	اجماع صحابہ ہستہ از نص جلے

خاتمہ

احوال میں کتب علماء و اسانید و مستنبط فرقہ اہل تشیع و اہل تسنن کے تا عمل سلیم و ذہن مستقیم حق و باطل سے تفریق کرے چونکہ دونوں فرقوں نے حضرت امام باقر و جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے شاگردی کی لیکن و انفع سواے روایت ایہ اہل بیت و شیعیان کے دوسرے کی قبول نہیں کرتے کیونکہ یہ علم ان کے تمامی اصحاب آنحضرت صلعم بعد وفات کے نمودار نہ ہو گئے تھے مروی سلیم بن قیس المہلانی فی کتاب وفات النبی صلعم عن ابن عباس عن امیر المؤمنین غیر احمد عن الصادق ان الصحابة ابرئند و بعد وفات النبی صلعم الا برئند انفس فی روایۃ عن الصادق الاستتار یعنی روایت کی سلیم ابن قیس المہلانی نے بیچ کتاب وفات النبی صلعم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما و حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تحقیق صحابہ میں سے پھر گئے تھے بعد وفات آنحضرت صلعم کے مگر چار کس اور ایک روایت میں ہر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مگر چھ آدمی آج تو ہی راوی ہی بے دین و بے باک کی روایت کیونکہ قبول کریں اور چار یا چھ آدمی سے تمام احادیث آنحضرت صلعم کے پانا محال ہو کہ صرف بشارت حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حدیث خذ و انصنا العاد من ہذا الحمیداء یعنی پڑو آدمی سے علم کو اس گوریح سے ناچار کتاب نہج البلاغت کو بلاغ و ہما اما مان عاد لان فرمایا ابیات حضرت امام زین العابدین سجاد رضی اللہ عنہ کے قرار دیتے ہیں وہ بھی کافی نہیں ہوتا تب چار کتاب بنام صحاح اربعہ ایک کافی تصنیف محمد یعقوب کلینی دوسری من لایحضر الفقہ تصنیف ابن ابی یوسف تیسری تہذیب جو تھی استبصار تصنیف شیخ الطائیفہ ابو جعفر طوسی

کی ہر اور سید شریف مرتضیٰ بقرب بعلم الہدیٰ کی تالیفات بہت ہیں سنت جماعت کی ستاویز صحاح ستہ کا
کے بخاری و مسلم سوم ترمذی چہارم ابوداؤد پنجم نسائی ششم ابن ماجہ و طحاوی امام لکھنوی و مسلم کی کام اصل ہو

تسبیح

سنت و جماعت اپنے علماء کو جو حفظ امام سے یاد کرتے ہیں مجازاً اسے تسبیح و تالیف کتب
حدیث و اصول و عقائد و فقہ کے جیسا علم سرت و نحو و بلاغت و معانی و بیان و منطق و
مصنعت و مولف کو امام کہتے ہیں و اگر نہ امام حقیقی امیہ المہبت رضی اللہ عنہم بارہ ہیں اور
اپنے اپنے زمانے کے قطب چنانچہ حضرت ہمدی رضی اللہ عنہ بعد غائب ہونے کے زمرہ قطب
مے حضرت مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ شواہد النبوة میں شیخ علاء الدین سمنانی سے
نقل کی ہو اور بھی شیخ محی الدین ابن عدلیہ کی فتوحات مکی سے حال حضرت امام ہمدی
انزل الزمان کا لکھا خلاصہ و سکا یہ کہ امام ہمدی اولاد سے حضرت امام حسن مجتبیٰ کے پیدا ہو گئے

نام بارہ امام رضی اللہ عنہم	تاریخ تولد	تاریخ وفات ہجری
حضرت امیر المومنین علی اکرم اللہ وجہہ	۴	۴۰
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	۳ ہجری	۴۹
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	۵	۶۱
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۳۸	۹۵
حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ	۵۷	۱۱۲
حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۸۳	۱۴۸
حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ	۱۱۹	۱۸۶
حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ	۱۴۸	۲۰۲
حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ	۱۹۵	۲۲۰
حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ	۲۱۲	۲۴۵

۲۶۰	۲۳۲	حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ
۲۶۲	۲۵۵	حضرت امام محمد بن رضی اللہ عنہ
تاریخ وفات	تاریخ تولد	علمائے سنت و جماعت
۱۵۰		حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۸۲		حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ
۱۸۶		حضرت امام محمد رحمۃ اللہ
۱-۹		حضرت امام مالک رحمۃ اللہ
۲۰۴		حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ
۲۲۱		حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ
۲۵۶		حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ
۲۶۱		حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ
۲۷۹		حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ
۲۷۵		حضرت امام ابی داؤد رحمۃ اللہ
۲۷۳		حضرت امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ
۳۰۳		حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ
تاریخ وفات	تاریخ تولد	علمائے شیعہ
۳۲۸	۲۷۰	محمد یعقوب کلینی
۳۲۹	۲۶۸	ابن بابویہ قمی
۳۶۰	۳۹۰	شیخ ابو جعفر طوسی
۳۳۶	۲۵۵	سید شریف مرتضیٰ بلقیہ بعلم الہدی
اس جگہ روایت فریقین کو قیاس کرنا چاہیے معہذا سنت و جماعت تمام اصحاب		

رضی اللہ عنہم کو عدول جانتے ہیں اور روایت حدیث بشرط عدالت سب سے قبول کرتے ہیں
 علاوہ حفاظ حدیث انہیں تھے اور اب بھی موجود ہیں روافض جب کلام الہی کو حفظ نہیں
 کرتے احادیث نبوی معلوم کی کیا پروردگار کے سچ تو یہی قرآن منزل آسمانی بعد تحریف عثمانی تھا نہ کہ
 جیسا کلینی نے روایت کی کہ قرآن پندرہ ہزار آیت تھا اور بعد اسقاط و حذف کے جو باقی ہو گیا
 خروج حضرت امام مہدی آخر زمان رضی اللہ عنہ سب ظاہر ہو گا یہی باعث ہو حفظ کرنے کا
 سبحان اللہ اب قرآن لائق استدلال کے نہ رہا بطور توریہ و انجیل و زبور وغیرہ صحائف
 آسمانی کے ہوا حال راوی ان فرمے کہ سنا چاہیے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
 سنا منے کوئی قرآن پڑھ رہا تھا آپ نے قرآن اٹھا کر ٹپک مارا اہانت سے صرف اسی قدر
 لغایت نہ کرنا بلکہ حضرات ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم اپنے شیعہ کے سولے غیر کو گمراہ ہو چکے
 راضی تھے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت زین نے کو
 اختلاف ہو تا ہر آپ نے کہا ہاں مگر ان سے مت اٹھا کر دیکھو کیونکہ شرم کی بات ہو اور آپ سے
 روایت ہو کہ امیر گروہ شیعہ خدمت نوذبی کی حق میرا ہو اور شرم گاہ اوسکی حق تمہارا ہو
 آپ سے کسی نے سوال کیا کہ سور کے چمڑے کی دو لمبی بنا نا درست ہو اپنے فرمایا کچھ مضائقہ
 نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گوشت سور کا قرآن میں حرام فرمایا ہو نہ چمڑے کو علاوہ اب
 تکفیر عترت اہلبیت رضی اللہ عنہم کی بڑی کتابوں میں دیکھنا چاہیے ازاجملہ حضرت امام حسن
 رضی اللہ عنہ کے بھائی کو جعفر کذاب کہتے ہیں اور حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے بھائی
 زید شہید کو کافر سیواسط حضرت امام جعفر بن باقر رضی اللہ عنہما کو صادق کہتے ہیں
 شیخ طائفہ ابو جعفر طوسی اپنے استاد شیخ مفید سے کتاب تہذیب میں نقل کرتے ہیں کہ
 ابو الحسن باقری اولیٰ میں اعتقاد مذہب شیعہ کا رکھتا تھا اور قائل امامت ائمہ تھا آخر
 جب کثرت اختلاف ان فریقے میں دیکھی اور مسائل ان گروہ کے بشدت مختلف پائے
 شافعی بن گیا اور جو لوگ پیروان شیخ تھے اور مدت عمر انکی شاگردی کہتے رہے شیخ کی

دیکھا دیکھی شافعی بن گئے فی الواقع جو کہ اس مذہب میں خوب غور کر چکا بیشک جان لیگا کہ سبیل نجات اس مذہب میں بند ہو اور راہ اخلاص کی بہت ہی تنگ ناچار اسکو چھوڑ دیا اور دوسرا مذہب پکڑ لیا اور مضمون حدیث شریفین کہ نزدیک ہی پر اگندہ ہو گی امت میری اتنی فرقے میں جس میں بہتر فرقہ نہ ہو گئے پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ کون فرقہ ہو فرمایا جس میں او میں ہیں اور اصحابِ نبویؐ سمجھ لو سنت و جماعت جملگی آیات قرآن کو چھوڑ کر چھو چھیا سچھ حفظ رکھتے ہیں اور زبان مبارک حضرت رسول رحمن صلعم سے سماعت کی ہیں اور تحریف سے جن و انسان کے محفوظ اعتقاد کرتے کیونکہ خود خداوند تعالیٰ اوسکا حافظ و نگاہبان ہو اور اوس حاکم عالی شان کے حکم میں کیونکہ دخل نہیں اور نہ علم سے اوسکے کوئی چیز پوشیدہ ہو

فائدہ

روافضی سنت و جماعت کی دیکھا دیکھی کتب تفسیر و حدیث و اصول و عقائد و فقہ و غیرہ تدوین کیے ہیں اور واسطے تبلیغ کے اکثر علما کا نام بطور علمائے سنت و جماعت کے رکھا اور کتابوں کا نام بھی بنام کتب سننی کے نافذ کیا چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کہ صاحب تفسیر کبیر سنت و جماعت ہیں شیعہ میں بھی ایک فخر الدین رازی صاحب تفسیر ہوا ہے اور امام حجت الاسلام محمد غزالی صاحب حیات العلوم سنت و جماعت ہیں اور شیعہ میں بھی ایک عالم غزالی نام ہے اس سے عوام کم بختے آخر دھوکا کھا کر ان کے دام میں آ ہی جاتے اور کبھی کتاب بنام وصیت نامہ آنحضرت صلعم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جسکے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں ایسا رواج دیتے کہ سولے نقادان فن حدیث کے کم کوئی اوس کید سے آگاہ ہو سکے چنانچہ مورخان و مفسران اہل سنت و جماعت بھی ایسا نقل کر لیتے لیکن خداوند تعالیٰ کے فضل سے فرست صادق اہل حق اسراہیلؑ کو خوب ہی جدا کر دالتی ہے ہر چند علم تصوف اس فرقے کو مطلقاً آگاہی نہیں ہو اور بعض نے اوسکی تردید لکھی ہے اور حضرات صوفیہ صافیہ رضی اللہ عنہم کو گمراہ کہا ہے مگر بعض فرقے تقلید سے حکماء یونان کے جو تصوف اوسکے

اپس علم اخلاق ہی کچھ علم تصوف مندرج صحیفہ لکھا ہوتا کہ معلوم ہو سکے کہ یہ گوگ بھی اس میدان کے مرد ہیں مگر بعض مقام میں اہل حق کو دھوکا دینے میں خصوص حضرت غوث الاعظم کو بہت بدجانتے اور خواجہ بہاء الدین نقشبند کو جولاہا اور منصور کو علاج اور علاج دینے کو کہتے ہیں اور حافظ شیرازی کو اپنے میں داخل کرتے اور سنے کیا خوب کہا بلایت کفرست در طریقت کا کینہ دشمن + آئین با ست داچہ آئینہ دشمن + اور یہ فائدہ نہایت یاد رکھنے کا ہے کہ جب کسی طرح کا شبہ ہو اور سکوصاف کرنا خصوص حضرات صوفیہ کی خدمت میں اسخ الاعتما اور ہنا اس مقام میں تبرکات و تیمما اور حضرات کے اقوال کو بصورت حکایت نقل کرتے ہیں کہ شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی ح نے اپنے رسالہ تجلیات میں لکھا ہے کہ در حاکت کشف عالم بالا میں گئے اور حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا اور احوال سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوچھا کہ کہاں ہیں حضرت امیر نے اشارہ ایک پردے کی طرف کیا جب اس کے قریب گئے اور دیر تک ٹھہرے وہ پردہ اٹھایا گیا دیکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہشتی لباس و زیور سے آراستہ کرسی پر بیٹھے ہیں شیخ نے کہا خداوند تعالیٰ ہمارے آپ کو درجہ عالی پر پہنچایا کہما کہ فضل و کرم سے اپنے میں اس قابل تھا کہ مجھے یہ درجہ ملے شیخ نے کہا آپ خسر آنحضرت صلعم کے ہیں آپ کو کیوں نہیں درجہ ملیگا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈھا بتایا دوسری طرف کے پردے میں جب نزدیک اس کے گئے پردہ اٹھ گیا دیکھا جیسے اول دیکھا تھا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا ایسا ہوا نیز سیر کرد میں اور پایا او کو جیسا اوں دونوں کو پایا انتہی مختصر اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اپنی عوارف معارف میں اور شیخ علاء الدین سیستانی رحمہ اللہ اپنے مکتوبات میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں چند جگہ غادہ فرمایا ہے جس سے تفصیل شیخین تعلیم غنی و احوال ازواج مطہرات و اہل بیت طاہرات خوب واضح ہوتا ہے از انجملہ دیکھنا آپ کا انتظام بہشتی آدمی کا بوساطت حضرات خلفائے اربعہ رضی اللہ

عنہم کہ کوئی دروازہ بہشت میں ہیں اور کوئی عرصات سے تجویز کروانہ کرے ہے ہیں اور
از انجالیہ آنحضرت صلعم کو دیکھنا حظیرۃ القدس میں مع ازواج مطہرات و اہلبیت طاہرات
رضی اللہ عنہم کے اور آنحضرت صلعم کا روگردان ہونا اور پھر فرمانا کہ میں کھانا عایشہ کے
گھر میں کھاتا ہوں جسکو کھانا بھیجنا منظور ہو عایشہ کے گھر بھیجا کرے کیونکہ پہلے نیاز آنحضرت
صلعم مع اہلبیت نہیں کرتے تھے ان سب کشف و کرامات و خرق عادات کو
محض باطل جاننا اور پینکافیوں سمجھنا البتہ کام بیودہ و گمراہی کا ہو خدا بچا وے۔

تبصرہ

تفسیر سبع البیاء طبری میں جو کتاب معتبر قوم شیعہ ہر شان نزول میں سورہ تحریم کے کماہر
کہ ایک روز حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عیادت کیلئے
آنحضرت صلعم سے اجازت چاہی آپ نے رخصت دی اور گھر میں حفصہ کے جاریہ قطیہ
ماریکو بلا کر مقاربت کی حفصہ نے کوٹ کر شکایت آغاز کی کہ میرے گھر میں ایک لونڈی سے
خوشی کرنا مجھے نہایت ملال ہوا آنحضرت صلعم نے واسطے راضی کرے حفصہ کے ماریہ کو
اپنے پر حرام کیا اور چپکے حفصہ سے کہا کہ بعد میرے ابو بکر و عمر علیہ ہوں گے اور اسکو اچھی بخش
دے کہ وہ حفصہ نے ملے خوشی کے عیش سے کہہ دیا اور بعضی روایت میں ہے کہ دونوں نے اپنے اپنے
باپ کو بھی خبر دی تب آنحضرت صلعم نے حفصہ کو طلاق دینا جایا تب یہ سورہ نازل
ہوئی مصرع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد اس مقام میں روافض اگرچہ ازراہ
طعن و تشنیع کے اسکو ذکر کیا ہو لیکن اہل حق کو دلیل تضییعی حاصل ہوئی کہ از فاش کرنا
آنحضرت صلعم کا ہر چند بری بات ہو روافض بطریق دلیل التزامی کے اسکو بیان کیا کہ
ہر آمینہ عرض خلافت حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بہت تھی اور حضرت عایشہ و حفصہ
رضی اللہ عنہما مانند بیگمات سلاطین دنیا کے پوشتہ اپنے اپنے باپ کی خیریت چاہتی تھیں
اسکین اہل حق کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلعم مانند شاہان دنیا بلکہ مردان شہرت پرست کے

فی رضا جوئی زنان کی اور یہ شکل ہر مثل کلٹے کے درخت پر ہاتھ پھیرنا چار مانعہ
ان اطہوی ان ہوا الا وحی یوحی یعنی نہیں بولتے ہیں آنحضرت صلعم فضوالات کو جو بولتے ہیں
و حکم الہی سے اب تنازع فریقین اوٹھ گیا اور خلافت بہر صورت ثابت ہو گئی اور یہ
لا شیشہ ناموس شیعہ شکست نہیں ہوا بلکہ اس سارے میں بہت جگہ معلوم ہوگا
بصاف کھل گیا کہ تمامی قرآن و حدیث لکے پاس نہیں ہو ذرا حال جماع کا سننے

سنت جماعت

جماع امت کو مانتے ہیں اور اجماع خواہ اہل مدینہ یا مکہ یا عترة اہلبیت رسول اللہ صلعم
جو ہر زمانہ بحسب ضرورت منعقد کرتے اور اجتہاد کو ساتھ شرط و اس کے ختم نہیں سمجھتے
و مجتہد کو مخطی و مصیب بوجہ اجماع و اجتہاد تکیاست تک باقی رہیگا و اگر نہ حضرت
امامی آخر زمان رضی اللہ عنہ کیونکر اجتہاد کرینگے اور مضمون حدیث بیعت
یہ ہذا الا مائۃ علیہا اس کل مائۃ عجد دمن یجد دلہا دینہا یعنی پیدا کیا
اس امت مرحومہ میں اوپر ہر تن کو کے مجدد جو نئی طرح امت کے لیے دین کو مضبوط کرینگا
برحق جلالتہ ہیں اگر جماع اختلاف سے تھوڑے آدمی کے منعقد نہ ہوتا ہر اکینہ حضرت علی
رم اللہ عنہ کے ہاتھ پر تمامی اہل عصر بیعت نہ کرتے پھر انکی خلافت کیونکر پوری ہوتی اور حضرت
محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ حضرت امام سجاد رضی اللہ عنہ سے کیوں خصومت کرتے اور
باوجود گواہی حجر اسود کے تراب دعویٰ نہ کر کے مختار ثقفی کو وصی مقرر کر جاتے اور حضرت
امام زید شہید رضی اللہ عنہ کون شریعت شہادت چکھتے اور بار بار معلوم ہو چکا ہو
کہ ائمۃ اہلبیت رضی اللہ عنہم باخود با موافق نہ تھے پھر اجماع کیونکر منعقد ہوگا اور
جب اپنے خاندان میں کسی کو امام ماننے کو غیر کو کرنا بیگانہ خصوصاً روافضی امام کی علالت
ناف بردہ و ضتنہ کیا ہوا وغیرہ صفت بیان کرتے ہیں بالعجب امام کے گمراہ آدمی
اوس سے واقعہ نہوں پھر دوسرے کو کیونکر خبر ہوگی اور خاندان کے آدمی جب حکم شہد

من لم يعرف امام زمانہ فقد مات میتة جاهلیة یعنی جو نہ پہچانے امام زمانہ کو
اپنے بیشک اسکی موت جاہلیت میں ہو معذوری ہو تب غیر کو مذرفی پر متشبہ لا
قصہ شہادت زید رضی اللہ عنہ لکھا ہوں کہ جب یہ شہید نے اپنے وقت کے بادشاہ
ہشام پر خروج کیا ایک شخص حوالے سے جو جلسہ شیعہ اٹھا تھا عرض کیا یا ابن
رسول اللہ صلعم آپ ایسا کام نہ کیجیے آپکو صلاحیت امامت کی نہیں ہے اور انھوں نے
جواب دیا کہ اے احوال تنہا امام اسوقت کا ہوں ہر احوال بولا آپکے برسے بھائی حضرت
امام باقر رضی اللہ عنہ امام زید نے کہا تو کیوں کر جانتا ہو کہ آپ کے والد ماجد نے
مجھے خبر دی تھی کہا جیت کہ والد میرے گرم لقمہ جب تک پھونک پھونک کے رو کرے
مجھے نہ کھلائے اور آتش جہنم کو میرے اوپر واجب کر جائیں احوال نے کہا حضرت میں جو چاہتا
تھا آپکو بتا دیا آئندہ آپ مختار ہیں بالآخر نہ مانا اور ہشام سے اڑے اور جو لوگ انکے
بیعت توڑ کر عین لڑائی میں بطرف ہشام بے اور وہ بیچارے شہید ہوئے اور انھیں
لوگوں کو رافضی کہا علاوہ اسکے روافض مجتہد زندہ کی تقلید کرتے ہیں اور جب مجتہد
مر جاتا ہو اور کلام اجتماع بھی اوتکے ساتھ مرنے کا حسب قصہ مشہور اذا مات
المجتہد مات الفقی یعنی جب مجتہد مرانفتویٰ مرا پھر اجماع کیونکر ثابت ہوگا

اصلین جو تھی

قیاس مجتہد کا اور پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اجماع امت کے ہر روافض اس پر تمام
عقل کو کہتے ہیں سچ تو یہ ہے لوگ کہیں پیروی حکماء یونان کی کرتے اور کہیں زردشت
مجوس کو مانتے جب قبل اسلام کے سلاطین ایران کی سلطنت کرتے اکثر یونانی لوگ
وہاں تھے اور دین انکا زردشت مجوس کا تھا پس اسلام وہی بات باقی ہے کہ خلعت
جلی جھوڑنی مشکل ہے ایک خالق خیر خدا کو اور مائع شرابے کو جیسے قوم پارسی
یزدان و اہرمن کو مانگتے اور رسم جامہ سیاہ کرنا اور رسم وسیوں کو صوفیہ پوش پہننا

اور سینہ زنی وغیرہ خلاف طریقہ اسلام کے ہو اور مضمون حدیث لیس منا من شغل الجہوب
 ولطمہ الخدود یعنی نہیں ہو مجھے جو پھاٹکے گریبان اور نوچے مونہ کو بھول گئے رسائی عقل کی
 ایسی ہو کہ صورت چیز کو حکم اوس چیز کا دینا کھیل لڑکوں کا ہو کہ کبھی بادشاہ بنتا ہو اور سیکو
 وزیر اور سیکو امیر اور سیکو جو رہتا ہو اور رنرے دزدی دیتا ہو اور لڑکے سب کم سن کپڑے
 وغیرہ سے صورت لڑکے اور لڑکی کی بنا کے اوس کو بیاہ دیتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں یہ حضرات بھی
 عشرہ محرم الحرام میں کچھ سال جنگ یزید پر پارتا رہا نہ وہ و مرثیہ تازہ بناتے اور ضربت
 و غیرہ معنوعی کی پیشکش کرتے اور خاندانِ امام و کر بلا وغیرہ جعلی کی تعظیم کرتے اور غافل فرمان
 حاکم والا شان کے ماہذہ التماثل التي انتم لها عاکفون یعنی کیا یہ صورت
 و برت جسکو تم پوجتے ہو ان ہوا لا اسماء سمیتوہا انتم و اباقوہ ما انزل اللہ
 بیہا من سلطان یعنی نہیں ہیں یہ نام سب جو رکھے تم نے یا تمہارے باپ دادا نے خداوند تعالیٰ
 شکو کوئی ہدایت ندی ہو کافی ہو اور دلیل عقلی اسکے منافی میں شافی ہو کہ زمانہ ٹھہرے والی چیز
 نہیں ہو جسوقت وہ لڑائی ہوئی تھی اوسکو مدت طویل گذر گئی پھر بار بار کرنا کار دوست کا
 نہیں ہو بلکہ دشمن کا ہو مثلاً کسی شخص کو کوئی عداوت سے بد کے یا بے غرت کرے یا ناموس
 اوسکی دست اندازی کرے دوست کو اوسکے بیان کرنا یا اوس حرکت کو دکھانا کب پسندید
 ہو خصوص ہم آدمی کو نہامت غیرت ہو کہ اوسکی جو رو بیٹی و ماں و بہن کے نام مجالس میں
 بر ملا لیا جائے اور حرم محترمہ خاندانِ رسالت علیہ السلام کو رتبہ ہو گیا کہ انکی تکلیف بیان کر کے
 موجب نجات تصور کیا ما۔ مصرع دوستی بے خردان دشمنی ست ہمارے نام آگ
 گرم اور نام آب سرد اور نام نیم تلخ اور نام شکر شیرین نہیں ہو نہ شرم خیا اہل ہو کر بیان حال

تکلمہ

جیسے کتاب سے روافض کے الفاظ شہدین علی الصدقہ ثابت ہو چکی اب افقت منرت
 کرم الصدوقہ ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لکھنا ضرور ہوتا کہ کوئی شبہ باقی نہ رہا

نعت ہدیٰ ایک وز اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ آپ جس سبب ہمیشہ نکاح کرتے اور طلاق دیتے وہ نصیب میاں ہوا یعنی حضرت جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹھنڈا تم میں سے جنکی بیوی ہر شب باکرہ ہے ایہ ان کے بطن سے پیدا ہونگے انتہی شمع در و گروہند در جہان بیژر سینے بلخ و شیعہ کشمیر اسن وایت سے مجکو ایک فائدہ حاصل ہو وہ موافقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے سائے و حشر سے اور ایک مضرت جو واجب لدفع ہو کہ ایہ لطن سے اوسر بار کئے ہوئے جاے غور ہو کہ شیعہ جناب ابریہ لطف کو واجب کرتے ہیں اور بندے کی برائی کرنا نہایت ضمرہ و اوپر باری تعالیٰ کے سمجھتے اس مقام میں وہ مغفود ہو کہ نہ حقہ امام حسن رضی اللہ عنہ پر لطف کیا اور نہ او کی اولاد پر بھلائی کی لیکن بقواعد سنت و جماعت چونکہ ناست اپنے کسبے ہونے وہب آکھی زمان زمان سولے سادات حسینی کے سادات سنی امام ہوتے گئے جیسے سلسلہ تصوف اکثر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت ہو لیکن صدیق اکبر سے خاصۃً طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رخ ثابت ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و ابراہیم معمران تھے ویسے ہی حضرت غوث الاعظم سادات احسنی ہیں اول اور بھی بزرگ گذرے اور امام مہدی آخر زمان اولاد حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے ہونگے

ب

کتاب فصل خطایہ
 کتاب فضائل رضی اللہ عنہ کے پاس ایک گروہ طائفت سے
 آئی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو برائی سے یاد کیا اور وہ اس حضرت
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کہنے لگا اور تم میری حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو گالی
 دینے کا امام نے پوچھا تم کوں قوم ہوا انھوں نے کہا ہم مسلم ہیں آپ نے سورہ حشر کے آخر کو پڑھا
 جس کا مضمون یہ ہے جس نے آخر مسلم کے ساتھ ہجرت کی اور مکان بود و باش اپنا چھوڑا
 اور غزوہ فاتحہ کے لیے اختیار کیا ان کے واسطے بہشت الٰہی ہے اور پوچھا کہ تم ان کا روئے
 انھوں نے جواب دیا کہ یا ابن سبغہ انہیں سے نہیں ہیں تب امام نے اس کے منہ کی

آیت پڑھی جسکا مضمون یہ ہے جن لوگوں نے جگہ دی تہا جہین کو اور بدکار
ایمان والوں کو اگرچہ خود او کو تکلیف تھی خداوند تعالیٰ نے وہاں کے لوگوں کو
اور پوچھا تم ان گروہ سے ہو کہا ہم اس گروہ سے ہیں یہ جہانم میں ہے
آیت کا کہ ہم خبر دیتے ہیں کہ ہرگز تم اس گروہ سے نہیں ہو جہانم میں ہے
یا اللہ تعالیٰ بخشہ مجھے اور میرے بھائیوں کو کہ ہم با ایمان گذرے ہیں
میرے دل میں تو نور رہے اور میں نے مجلس سے کہہ دیا کہ میں نے
مسلمانوں کو فریب دیتے ہیں کہ لاخواننا اللہ
ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤوف رحیم
ان الحمد لله رب العالمین

خاتمة الط

چونکہ ترجمہ کتاب شہادت قبا فی سی کا جناب مصداق ہے اور وہ میں نے
 چال کے موافق باضافہ عبارات ضروریہ کیا ہے۔ مکی فرمائش
 یہی تھی کہ یہ طبع ہماری کتاب چھپے۔ اصل کا اصل کتاب

وجہ نہرودستخط

میں نے کہا کہ یہ سب جھوٹا ہوئی
میں نے کہا کہ یہ سب جھوٹا ہوئی

